جمادی الاولیٰ 1444ھ | دسمبر 2022ء

ماہنامہ خواتین

جلد:01 شمارہ:14

ویب ایڈیشن

پارہ 29 سورۂ قلم کی آیت 51 نظرِ بد سے بچنے کے لئے اِکْسیر (یعنی لازمی اثر کرنے والی) ہے۔

(مدنی پنج سورہ، ص219 بحوالہ نور العرفان، ص971)

ڈینگی وائرس سے شفا ملے گی

سورۃُ الرّحمٰن (پارہ 27) اور سورۃُ التَّغابُن (پارہ 28) ایک ایک بار صبح شام پڑھ کر ڈینگی وائرس کے مریض پر دَم کیجئے اور پانی پر دَم کرکے پلائیے اِن شآءَ اللہ شفا ملے گی۔

اغوا ہونے سے حفاظت کے 2 وظائف

1 ”یَاحَافِظُ یَاحَفِیْظُ“ 11 بار روزانہ پڑھ کر بچّوں پر دَم کر دیا کریں اِن شآءَ اللہ اغوا ہونے سے حفاظت رہے گی۔

2 بڑے جب وضو کریں تو ہر عُضو دُھوتے ہوئے ”یَاقَادِرُ“ کم از کم ایک بار پڑھ لیا کریں اِن شآءَ اللہ اغوا ہونے سے حفاظت رہے گی۔ (مدنی مذاکرہ 29 ستمبر 2018)

تنگدستی سے بچنے کے لئے

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو مجھ پر روزانہ 500 بار درود شریف پڑھ لیا کرے گا وہ کبھی محتاج نہ ہو گا۔ (مستطرف، 2/508)

CONTENTS

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

تاثرات (Feedback) کے لئے اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریری طور پر) واٹس ایپ نمبر پر بھیجئے: mahnamahkhawateen@dawateislami.net پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

WhatsApp 0348-6422931

سلسلہ حمد و نعت

مناجات

یاربِّ محمد مری تقدیر جگادے

یاربِّ محمد مِری تقدیر جگادے
صحرائے مدینہ مجھے آنکھوں سے دکھادے

پیچھا مِرا دنیا کی محبت سے چُھڑا دے
یارب مجھے دیوانہ مدینے کا بنادے

روتا ہوا جس وقت میں دربار میں پہنچوں
اُس وقت مجھے جلوۂ محبوب دکھادے

دل عشقِ محمد میں تڑپتا رہے ہر دم
سینے کو مدینہ مِرے اللہ بنا دے

ایمان پہ دے موت مدینے کی گلی میں
مدفن مِرا محبوب کے قدموں میں بنادے

دیتا ہوں تجھے واسِطہ میں پیارے نبی کا
اُمّت کو خدایا رہِ سنّت پہ چلا دے

عطّاؔر سے محبوب کی سنت کی لے خدمت
ڈنکا یہ ترے دین کا دُنیا میں بجادے

از: شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ

وسائلِ بخشش (مُرَمَّم)، ص112

نعت

رنگِ چمن پسند نہ پھولوں کی بُو پسند
صحرائے طیبہ ہے دلِ بلبل کو تُو پسند

اپنا عزیز وہ ہے جسے تو عزیز ہے
ہم کو ہے وہ پسند جسے آئے تو پسند

مایوس ہو کے سب سے میں آیا ہوں تیرے پاس
اے جان کر لے ٹُوٹے ہوئے دل کو تو پسند

قُلْ کہہ کر اپنی بات بھی لب سے ترے سُنی
اللہ کو ہے اتنی تری گفتگو پسند

ان کے گناہگار کی اُمیدِ عَفْو کو
پہلے کرے گی آیتِ لَا تَقْنَطُوْا پسند

طیبہ میں سَر جھکاتے ہیں خاکِ نیاز پر
کونین کے بڑے سے بڑے آبرو پسند

ہے خواہشِ وصالِ درِ یار اے حسنؔ
آئے نہ کیوں اَثر کو مری آرزو پسند

از برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

ذوقِ نعت، ص126

اللہ پاک کی راہ میں خرچ کرنا یعنی صدقہ وخیرات کرنا رضائے خداوندی کے حصول کا سبب اور اتنی بڑی سعادت وفضیلت کا باعث ہے کہ جس کا ثبوت قرآن وحدیث میں کئی مقامات پر دیکھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ پارہ 3 سورۂ بقرہ آیت نمبر 261 کا ترجمہ ہے: ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں، ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔

یہاں خرچ کرنے کا مطلقاً فرمایا گیا ہے خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا نفل، نیکی کی تمام صورتوں کو شامل ہے، مثلاً کسی غریب کو کھانا کھلانا ہو یا کسی کو کپڑے پہنانا، کسی کا علاج کروانا ہو یا راشن دلانا، کسی طالب علم کو کتاب خرید کر دینا ہو یا کوئی شِفاخانہ بنانا یا فوت شدگان کے ایصالِ ثواب کیلئے فُقراء و مساکین کو تیجے، چالیسویں وغیرہ پر کھلا دیا جائے۔[1]

راہِ خدا میں خرچ کرنے والوں کے مال میں کیسی برکت ہوتی ہے، اس روایت سے جان کر ایمان تازہ کیجئے، چنانچہ

مروی ہے کہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے بھائیوں نے اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے شکایت کی کہ وہ فضول خرچی کرتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے جب ان سے استفسار فرمایا تو انہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! میں اپنی آمدنی میں سے اپنا حصہ لے کر اللہ کریم کی راہ میں اور اپنے دوستوں میں خرچ کر دیتا ہوں تو رسولِ کریم نے ان کے سینے پر ہاتھ مبارک رکھا اور 3 مرتبہ فرمایا: خرچ کر اللہ کریم تجھے عطا فرمائے گا۔ حضرت قیس فرماتے ہیں: اس کے بعد جب بھی میں راہِ خدا میں نکلتا تو میرے پاس اپنی سواری ہوتی اور میرا یہ حال ہے کہ میں مال و آسائش میں اپنے بھائیوں سے بڑھ کر ہوں۔[2]

یاد رکھئے! ہماری بزرگ صحابیات بھی راہِ خدا میں خرچ کرنے کے حوالے سے کسی طرح صحابہ کرام سے پیچھے نہ تھیں، بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے انہیں راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دلائی تو بعض صحابیات نے زیورات اُتار کر صدقہ کر دیئے۔[3] یہاں تک کہ بعض صحابیات تو اپنے پاس رقم جمع ہی نہ ہونے دیتیں اور جو ملتا اسے راہ خدا میں خرچ کر دیتیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں کبھی کثیر مال ودولت جمع ہی نہ ہوا، بلکہ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے لئے درہموں سے بھرا ہوا ایک بڑا سا تھیلا بھیجا گیا تو آپ نے حیران ہوتے ہوئے فرمایا: کھجوروں کی طرح اتنے بڑے تھیلے میں! پھر آپ نے وہ سب درہم راہِ خدا میں تقسیم فرما دیئے۔[4]

اسلامی تاریخ ہماری بزرگ خواتین کے راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کے کثیر واقعات سے بھری ہوئی ہے، چنانچہ فی زمانہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی اپنی حیثیت کے مطابق راہِ خدا میں خرچ کرنے اور رب کو راضی کرنے والیاں بن جائیں۔ یاد رکھئے! جو مال ہم نے جمع کر کے رکھا ہے دراصل

وہ ہمارا نہیں وارثوں کا ہے اور جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا وہ ہمارا ہے ہماری آخرت کے لیے بچ گیا۔

تج ڈال مال ودھن کو کوڑی نہ رکھ کفن کو
جس نے دیا ہے تن کو دے گا وہی کفن کو

الحمد للہ! ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ پاک کے پیارے و آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے دین کو عام کرنے کا بیڑا اٹھانے والی تحریک دعوتِ اسلامی ہمیں یہ موقع دے رہی ہے کہ ہم اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر سکتی ہیں اور دوسروں کو بھی اس نیک کام کی ترغیب دلا سکتی ہیں۔

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی بلاشبہ دنیا بھر میں نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے لئے مختلف شعبہ جات میں خدمتِ دین کے فرائض سرانجام دے رہی ہے۔ ان میں سرفہرست ملک وبیرونِ ملک میں جامعات المدینہ بوائز، گرلز قائم ہیں، جن میں طلباء و طالبات مفت تعلیم حاصل کر کے عالم وعالمہ بن رہے ہیں۔ مدرسۃ المدینہ میں کئی بچیاں اور بچے ناظرہ وحفظ قرآن کی مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ عاشقانِ رسول کیلئے شعبہ خدامُ المساجِد کے تحت الحمد للہ مساجد زیرِ تعمیر ہیں اور ہر دو ماہ میں ایک مسجد بنانے کا ہدف ہے۔ دینی مسائل کی شرعی راہ نمائی کیلئے دار الافتاء اہلسنت، اسلامک ریسرچ سنٹر (المدینۃ العلمیۃ)، سیکڑوں مدنی مراکز (فیضانِ مدینہ)، نیکی کی دعوت کی دھومیں مچاتا مدنی چینل جو آج ہمارے گھروں میں الیکٹرونک مبلغ کے طور پر ہمیں علم دین سے آراستہ کر رہا ہے، کسی سے ڈھکا چھپا نہیں، شعبہ کفن دفن، شعبہ روحانی علاج وغیرہ تمام شعبہ جات کے لئے کثیر اخراجات کی ضرورت ہے۔

ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ہمارے دو ایونٹ ٹیلی تھون اور رمضان ڈونیشن کیے جاتے ہیں۔ حالیہ 13 نومبر 2022 کو ٹیلی تھون کا سلسلہ رہا اس میں نہ صرف اسلامی بھائیوں بلکہ ملک پاکستان واوورسیز میں عرب شریف آسٹریلیا، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ساؤتھ افریقہ، امریکہ، سری لنکا اور دیگر ممالک کی اسلامی بہنوں نے اس نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، خود بھی یونٹ جمع کروائے اور دوسروں کو بھی ترغیب دلائی۔ اسلامی بہنوں نے دعوت اسلامی کے ساتھ بہت تعاون کیا۔ اللہ پاک ان کا یہ وقت دینا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اس کا انہیں بہترین اجر عطا فرمائے، مرشد کے سنگ میٹھا مدینہ دکھائے اور ان کے حلال رزق میں برکت ہو۔

اٰمین بِجاہِ خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

(1) تفسیر صراط الجنان، 1/395 (2) معجم اوسط، 2/210، حدیث: 8536
(3) سیرت مصطفےٰ، ص490 ملخصاً (4) طبقاتِ کبریٰ، 8/45 ملخصاً

تحریری مقابلہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے عنوانات (برائے مارچ 2023)

(1) صفاتِ موسیٰ قرآن وتفسیر کی روشنی میں باحوالہ لکھیے (2) حقوقِ اہلِ بیت کوئی 5 حقوق تحریر کیجیے (3) بدکاری کی مذمت احادیث کی روشنی میں

معلمات، ناظمات اور ذمہ دار اسلامی بہنوں کا تحریری مقابلہ (برائے مارچ 2023)

(1) وقت کی اہمیت پر مشتمل آیات کم از کم 5 آیات کا ترجمہ مع مختصر تفسیر (2) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جوامع الکلم ہیں (3) بے حیائی کے خاتمے میں عورت کا کردار

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 دسمبر 2022ء

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں: صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

بنتِ طارق عطاریہ مدنیہ
ناظمہ جامعۃ المدینہ فیضانِ ام عطار شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

آیت نمبر 3

اللہ پاک کا ارشاد ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــٴَـلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْۚ-وَ اِنْ تَسْــٴَـلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْؕ-عَفَا اللّٰهُ عَنْهَاؕ-وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ(۱۰۱) (پ7، المائدۃ:101)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر تم انہیں اس وقت پوچھو گے جبکہ قرآن نازل کیا جارہا ہے تو تم پر وہ چیزیں ظاہر کر دی جائیں گی اور اللہ ان کو معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا، حلم والا ہے۔

بعض لوگ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے عجیب و غریب قسم کے سوالات پوچھا کرتے تھے۔ جن میں کوئی دینی و دنیوی فائدہ بھی نہ ہوتا۔ یہاں تک کہ حضور ان سوالات سے رنجیدہ ہوئے اور ایک روز منبر پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا: آج تم جس چیز کے متعلق مجھ سے دریافت کرو گے وہ میں تمہیں بتاؤں گا۔ سب صحابہ کرام کے سر جھکے ہوئے تھے اور زار و قطار رو رہے تھے اور کسی میں ہمت نہ تھی کہ کوئی بات کر سکے۔ اس وقت حضرت عبد اللہ بن حذافہ جن کے نسب کے متعلق لوگ طرح طرح چہ میگوئیاں کیا کرتے تھے اٹھے اور عرض کی: میرا باپ کون ہے؟ حضور نے اپنے خداداد وسیع علم کا اظہار فرماتے ہوئے جواب دیا: تیرا باپ حذافہ ہے۔[1] ان کی والدہ اپنے لڑکے کے اس سوال پر کانپ اٹھیں اور کہنے لگیں: اے عبد اللہ! تجھ سے زیادہ نافرمان بھی کسی کا بیٹا ہو سکتا ہے! تو تو مجھے سرِ عام سب کے سامنے رسوا کرنا چاہتا تھا۔ حضرت عبد اللہ کو اپنے محبوب نبی کے علمِ خداداد پر اتنا اعتماد تھا کہ عرض کی: اگر حضور مجھے کسی حبشی غلام کا بیٹا کہہ دیتے تو مجھے انکار نہ ہوتا۔[2]

اسی طرح جب حج کی فرضیت کا حکم نازل ہوا تو ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! کیا ہر سال؟ حضور خاموش رہے۔ اس نے جب تیسری بار اپنا سوال دہرایا تو حضور نے فرمایا: نہیں۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا۔[3] چنانچہ،

مذکورہ آیت نازل ہوئی اور لوگوں کو یہ حکم دیا گیا کہ حضور سے ایسی باتیں نہ پوچھا کریں جن کے جاننے سے انہیں کوئی فائدہ ہو نہ جاننے کی کوئی ضرورت ہو۔ مثلاً عبد اللہ بن حذافہ کا نسب شرعاً ثابت تھا (لوگوں کی چہ میگوئیاں ایسے ہی تھیں)۔ اس لیے انہیں اس حقیقت کے جاننے کی ضرورت ہی نہ تھی کہ وہ کس کے نطفے سے ہیں، لہٰذا انہیں ایسا کرنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ نیز سوال سے پہلے اس بات کا امکان موجود تھا کہ وہ کسی اور کے نطفے سے ہوں اور سوال کی وجہ سے ان کا وہ راز کھل جائے جس پر اللہ نے پردہ ڈال رکھا تھا۔ اس کے نتیجے میں ان کی والدہ کی بے عزتی ہوتی اور خود ان کے دامن پر بھی بلاوجہ ایک دھبہ لگ جاتا۔ نیز یہ بات جان لینے کے باوجود انہیں اس کا کوئی فائدہ نہ پہنچتا، کیونکہ اس کے باوجود ان کا نسب حذافہ سے ہی ثابت رہتا۔ چونکہ ان کا یہ سوال ایسا تھا کہ اگر جواب ظاہری حالت کے خلاف ہوتا تو انہیں اس سے سخت نقصان پہنچتا اس لیے ایسے سوال سے روک دیا گیا۔ حالانکہ حضور کا یہ ارشاد بھی موجود تھا کہ جو اس قسم کے گندے کام یعنی بدکاری

کا ارتکاب کرے اسے چاہیے کہ اللہ کی طرف سے پڑے ہوئے پردے میں چھپا رہے لیکن اگر اس نے ہمارے سامنے اپنا راز فاش کر دیا تو ہم اس پر کتاب اللہ کا نفاذ کریں گے۔ یعنی حد جاری کریں گے۔

اسی طرح جس شخص نے حضور سے یہ پوچھا تھا کہ آیا ہر سال حج فرض ہے۔ اسے چاہیے تھا کہ آیتِ حج سن کر صرف ایک حج کے فرض ہونے کو کافی سمجھ لیتا۔ مگر اس کے سوال کے جواب میں حضور نے یہ بتادیا کہ اگر آپ سائل کے سوال کا اثبات میں جواب دیتے تو آپ کے قول کی بنا پر ہر سال حج فرض ہو جاتا نہ کہ آیت کی بنا پر۔ اس لیے سائل کو یہ سوال نہیں کرنا چاہیے تھا۔ چنانچہ،

اللہ پاک نے مذکورہ آیت میں (اپنے بندوں کو بارگاہِ نبوت کا یہ ادب سکھایا اور) صرف ایسی چیزوں کے متعلق سوال سے منع فرمایا جنہیں اللہ پاک نے بندوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا اور ان کا علم صرف اپنی ذات تک محدود کر دیا۔ کیونکہ بندوں کو ایسے امور جاننے کی ضرورت نہیں، بلکہ اگر یہ امور ان پر ظاہر کر دیئے جائیں (خواہ وحی کے ذریعے یا حضور خود اپنے خداداد علم اور اختیار کی بنا پر کوئی حکم ارشاد فرمادیں) تو اس سے انہیں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔[4]

نیز اس آیت اور اس کی تفسیر میں جو روایات ذکر ہوئیں ان سے چار اہم باتیں معلوم ہوئیں:

(1) حضور کا علمِ غیب: تاجدارِ رسالت صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم غیب کا علم رکھتے ہیں کیونکہ کسی کا حقیقی باپ کون ہے؟ اس کا تعلق غیب سے ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو کُلی علم عطا فرمایا گیا ورنہ حضور یہ نہ فرماتے کہ جو چاہو پوچھو بلکہ فرماتے کہ فلاں فلاں شعبے کے متعلق پوچھ لو یا فرماتے کہ صرف شریعت کے متعلق جو پوچھنا چاہو پوچھ لو۔ حضور کا بغیر کسی قید کے فرمانا کہ جو پوچھنا ہے پوچھو اور پوچھنے والوں کا بھی ہر طرح کی بات پوچھ لینا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور سب کچھ جانتے ہیں اور صحابہ کرام یہی عقیدہ رکھتے تھے۔

(2) حضور کے اختیارات: اللہ پاک نے حضور کو اختیار دیا ہے کہ آپ جس چیز کو فرض فرمادیں وہ فرض ہو جائے۔

(3) نبیِ کریم کی امت پر شفقت: حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی امت پر نہایت شفیق ہیں۔ آپ اگر ایک مرتبہ ہاں فرمادیتے تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا لیکن آپ نے اُمّت پر آسانی فرمائی اور ہاں نہیں فرمایا۔

نوٹ: حضور کے علمِ غیب کے متعلق فتاویٰ رضویہ کی 29ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کے ان رسائل کا مطالعہ نہایت مفید ہے: (1) خَالِصُ الْاِعْتِقَادْ (علمِ غیب سے متعلق 120 دلائل پر مشتمل ایک عظیم کتاب) (2) اَنْبَاءُ الْمُصْطَفٰی بِحَالِ سِرٍّ وَّاَخْفٰی (حضور اقدس کو مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ کا علم دیئے جانے کا ثبوت) (3) اِزَاحَةُ الْعَیْبِ بِسَیْفِ الْغَیْبِ (علمِ غیب کے مسئلے سے متعلق دلائل اور بدمذہبوں کا رد) نیز سرکارِ دوعالم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے کائنات اور شریعت دونوں کے متعلق اختیارات جاننے کیلئے فتاویٰ رضویہ کی 30 ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت کی عظیم تصنیف اَلْاَمْنُ وَالْعُلٰی لِنَاعِتِی الْمُصْطَفٰی بِدَافِعِ الْبَلَاء (مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو دافع البلاء یعنی بلائیں دور کرنے والا کہنے والوں کے لئے انعامات) کا مطالعہ فرمائیں۔

(4) حِلّت و حُرمت کا اہم اصول: اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس امر کی شریعت میں ممانعت نہ آئی ہو وہ مباح و جائز ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے، رسولِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: حلال وہ ہے جو اللہ پاک نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جس کو اُس نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے سکوت کیا تو وہ معاف ہے۔[5] [6] (جاری ہے۔۔۔)

---

(1) بخاری، 1/200، حدیث: 540 ملخصاً (2) تفسیر بغوی، 2/57 (3) مسلم، ص536، حدیث: 3257 ملخصاً (4) احکام القرآن للجصاص، 2/604 (5) ترمذی، 3/280، حدیث: 1732 (6) تفسیر صراط الجنان، 3/37-39

اولیائے کرام کی پہچان

شعبہ ماہنامہ خواتین

حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اللہ پاک کے نیک بندوں یعنی اولیائے کرام کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ ہیں: اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ الله جنہیں دیکھیں تو اللہ پاک یاد آجائے۔[1]

شرحِ حدیث

یعنی وہ لوگ جو اللہ پاک کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیتے ہیں تو اللہ پاک ان کے سر پر عزت کا تاج سجا دیتا ہے اور اُن پر ایسی نشانیاں ظاہر ہو جاتی ہیں جنہیں دیکھتے ہی یہ یقین ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ خیر و بھلائی والے ہیں، اگر وہ کہیں تشریف لے جاتے ہیں تو(ان کو دیکھتے ہی)لوگوں کی زبان پر اللہ کا ذکر جاری ہو جاتا ہے۔[2]

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ نے مراٰۃ المناجیح میں ایک مقام پر اس کی وضاحت کچھ یوں نقل کی ہے کہ اولیائے کرام رحمۃُ اللہِ علیہم کے چہروں پر انوار و آثارِ عبادت ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں دیکھتے ہی رب یاد آجاتا ہے، بلکہ بعض لوگوں کے پاس بیٹھنے سے قلب جاری ہو جاتا ہے۔ حضور داتا صاحب کے مزار مقدس پر پہنچ کر دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ مصری عورتوں نے جمالِ یوسفی دیکھتے ہی کہا تھا: حَاشَا لِلّٰهِ! یہ ہے اللہ کی یاد آجانا۔ یہاں حضرت شیخ عبد الحق (رحمۃُ اللہِ علیہ) نے فرمایا: میں ایک بار مکہ معظمہ کے بازار میں سر نیچا کیے جا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص پر نظر پڑی میرے منہ سے فوراً لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ جاری ہو گیا۔[3] مزید ایک مقام پر لکھتے ہیں: بعض لوگوں کے چہروں پر انوارِ ربانی تجلیاتِ رحمانی ظاہر ہوتی ہیں ان کے اعمال و افعال سنت کے مطابق ہوتے ہیں انہیں دیکھ کر مؤمنوں کے ایمان تازہ ہو جاتے ہیں، فقیر کے دادا پیر حضور اشرفی میاں جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ بالکل ہم شکلِ حضور غَوْثُ الثَّقَلَيْن تھے جہاں بیٹھ جاتے تھے مسلم و غیر مسلم زائرین کا ہجوم لگ جاتا تھا، بہت لوگ انہیں دیکھ کر ہی مسلمان ہو گئے۔[4]

الغرض حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اس فرمان کی سچائی سے متعلق اسلامی تاریخ میں بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ ذیل میں چند پیشِ خدمت ہیں:

مولیٰ علی کی زیارت: علامہ طیبی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ لوگوں کے درمیان تشریف لاتے تو لوگوں کی زبانوں پر یہ کلمات جاری ہوجاتے: مَا اَكْرَمَ هٰذَا الْفَتٰى، مَا اَشْجَعَ هٰذَا الْفَتٰى، مَا اَعْلَمَ هٰذَا الْفَتٰى، مَا اَحْلَمَ هٰذَا الْفَتٰى یعنی اس جوان سے زیادہ عزت و اکرام والا کوئی ہے نہ اس سے زیادہ بہادر کوئی ہے، اس سے زیادہ علم والا کوئی ہے نہ اس سے زیادہ حلم والا کوئی ہے۔ یہی نہیں بلکہ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی زیارت لوگوں کو کلمہ توحید (پڑھنے) پر اُبھارتی تھی۔[5]

امام محمد بن سیرین کی زیارت: امام محمد بن سیرین رحمۃُ اللہِ علیہ جب لوگوں کے پاس سے گزرتے تو (آپ کی زیارت کی برکت سے) ان کی زبانوں پر ذکر اللہ جاری ہو جاتا تھا۔[6]

حضرت بشر بن منصور کی زیارت: حضرت بشر بن منصور رحمۃُ اللہِ علیہ کا شمار بھی ان پاکباز ہستیوں میں ہوتا ہے جنہیں دیکھ کر خدا اور آخرت کی یاد آجاتی۔[7]

سخی سلطان باہو کی زیارت: حضرت سُلطان باہو رحمۃُ اللہِ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ جب کبھی گلیوں اور بازاروں میں چلتے تو غیر مسلم آپ کے چہرے اور پیشانی کو دیکھتے ہی بے اختیار کلمۂ طیبہ

اور کلمۂ شہادت پڑھتے اور مسلمان ہو جاتے۔[8]
مفتی حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک نورِ مصطفےٰ کے جلوؤں سے ایسا روشن تھا کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر کئی غیر مسلم آپ کا نورانی چہرہ دیکھ کر ہی اسلام لے آئے اور یہ کہتے تھے کہ یہ روشن چہرہ بتاتا ہے کہ یہ حق و صداقت اور روحانیت کی تصویر ہیں۔[9]

یہ چند مثالیں ایسی ہیں جن میں اللہ والوں کی زیارت سے اللہ یاد آجاتا اور غیر مسلم کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہو جاتے، مگر تاریخ میں ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ جنہیں جان کر عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ واقعی اللہ والوں کی شان نرالی ہے۔ مثلاً حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ جب مرضِ وفات میں مبتلا ہوئے تو اہلِ خانہ کے اصرار پر آپ کا پیشاب ایک ماہر مگر غیر مسلم طبیب کو دکھایا گیا تاکہ وہ کوئی مناسب علاج تجویز کر سکے۔ اس طبیب کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ پیشاب کس کا ہے، بہر حال اس نے معائنہ کر کے کہا: اگر یہ پیشاب کسی عیسائی کا ہے تو وہ کوئی راہب ہے جس کے کلیجے کو خوف نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور اگر کسی مسلمان کا ہے تو صرف بشر حافی کا ہو سکتا ہے کیونکہ اس دور میں ان سے زیادہ خوفِ خدا والا کوئی نہیں۔ لہٰذا جب بتایا گیا کہ واقعی یہ پیشاب انہی کا ہے تو وہ طبیب کلمہ طیبہ پڑھ کر فوراً مسلمان ہو گیا۔[10] اسی طرح منقول ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پیشاب ایک غیر مسلم طبیب کے پاس گیا تو اس نے بغور دیکھا تو دفعتاً (یعنی اچانک) کہنے لگا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ سبب پوچھا گیا تو وہ بولا: میں دیکھتا ہوں یہ پیشاب ایسے شخص کا ہے جس کا جگر عشقِ الٰہی نے کباب کر دیا۔[11]

امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ سے ایک مرتبہ جب اولیائے کرام کی پہچان پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: اولیائے کرام شریعت کے بھرپور طریقے سے پابند ہوتے ہیں، اُنہیں دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے۔[12] چنانچہ،

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ والوں کو دیکھنے یا ان کی صحبت سے دلوں کی حالت و کیفیت بدل جاتی، گنہگار تائب ہوتے، غیر مسلموں کو ایمان نصیب ہوتا، بد نصیبوں کی بگڑی بنتی اور بدعقیدگی خوش عقیدگی میں بدل جاتی ہے، یہ سلسلہ پہلے بھی جاری تھا اور الحمد للہ جاری ہے اور ان شاء اللہ جاری رہے گا۔ موجودہ دور میں امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی زندگی ہمارے سامنے ہے، جنہوں نے ہمیشہ آخرت کے معاملات کو مقدّم رکھا اور عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے ذریعے فکرِ آخرت کو عام کیا۔ یہ آپ کے اَوصافِ جمیلہ، اخلاقِ حسنہ، علم و عمل، ظاہر و باطن کی موافقت، خوفِ خدا و عشقِ رسول، اِطاعتِ الٰہی اور اِطاعتِ رسول کی برکت ہے کہ انہیں دیکھنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے والے کے دل کی دنیا بدل جاتی ہے اور نہ صرف اُن کی زبان پر ذِکرُ اللہ جاری ہوتا ہے بلکہ آپ کی صحبتِ بابرکت کی وجہ سے اُن کی پوری زندگی سنتوں والی اور شریعتِ مطہرہ پر عمل کرتے ہوئے گزرتی ہے اور اِس کا واضح مشاہدہ پوری دنیا کر رہی ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں کی زبانیں ذِکرُ اللہ و درود شریف سے تر ہیں اور ان کی زندگیاں نماز کی پابندی، نگاہوں کی حفاظت اور احکامِ خداوندی کی پاسداری کرتے ہوئے گزر رہی ہیں۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اللہ پاک ہم سب کو اولیائے کرام کے فیوض و برکات سے حصہ عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) سنن کبریٰ للنسائی، 6/362، حدیث:11235 (2) فیض القدیر، 3/105، تحت الحدیث: 2801 (3) مراۃ المناجیح، 6/484بتغیر (4) مراۃ المناجیح، 6/602 (5) مرقاۃ المفاتیح، 8/608، تحت الحدیث: 4871-4872ملخصاً (6) تاریخِ ابنِ عساکر، 53/212، رقم:6444 (7) حلیۃ الاولیاء، 6/58، رقم: 8524 (8) مناقب سلطانی، ص27 (9) تذکرۂ جمیل، ص197-198ملخصاً (10) مستطرف، 1/251 (11) ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص156 (12) بچے کے کان میں موبائل کے ذریعے اذان دلوانا کیسا؟ ص16

از: شعبہ ماہنامہ خواتین

روزِ قیامت (قسط 6)

پہاڑوں اور سمندروں کی کیفیت

روزِ قیامت زمین کی کیفیت کیسی ہو گی، یہ گزشتہ اقساط میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے، جبکہ اجمالی طور پر یہ بھی بیان ہوا کہ اس دن پہاڑ اور سمندر وغیرہ بھی فنا ہو جائیں گے۔ چونکہ ان دونوں چیزوں کے متعلق قرآنِ کریم میں کئی آیات بیان ہوئی ہیں، لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ انہیں مزید کچھ تفصیل سے بیان کیا جائے۔ چنانچہ،

پہاڑوں کی کیفیت

قرآنِ کریم کی کئی آیات میں روزِ قیامت پہاڑوں کی مختلف کیفیات کو بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً

چورا چورا کر دیا جائے گا: جب قیامت واقع ہو گی تو پہاڑوں کو جڑ سے اکھاڑ کر چورا چورا کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: **حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةًۙ(۱۴)** (پ29، الحاقۃ: 14) ترجمہ کنزالعرفان: زمین اور پہاڑ اٹھا کر ایک دم چورا چورا کر دیئے جائیں گے۔ یعنی جب صور میں پہلی بار پھونک ماری جائے گی اور زمین و پہاڑ کو ایک دم چورا چورا کر دیا جائے گا تو اس دن قیامت قائم ہو جائے گی۔[1]

بکھرے ہوئے غبار کی طرح ہو جائیں گے: قیامت کے دن پہاڑ بکھرے ہوئے غبار کی طرح ہو جائیں گے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا: **وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّاۙ(۵) فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّاۙ(۶)** (پ27، الواقعۃ: 5-6) ترجمہ کنزالعرفان: اور پہاڑ خوب چُورا چُورا کر دیئے جائیں گے تو وہ ہوا میں بکھرے ہوئے غبار جیسے ہو جائیں گے۔ یعنی پہاڑ چورا ہو کر خشک ستو کی طرح ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔[2]

اون کی طرح ہو جائیں گے: اس دن پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: **وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِؕ(۵)** (پ30، القارعۃ: 5) ترجمہ کنزالعرفان: اور پہاڑ رنگ برنگی دھنکی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔ یعنی دل دہلا دینے والی قیامت کی ہولناکی اور دہشت سے بلند و بالا اور مضبوط ترین پہاڑوں کا یہ حال ہو گا کہ وہ ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں اس طرح اڑتے پھریں گے جس طرح رنگ برنگی اُون کے ریزے دُھنتے وقت ہوا میں اڑتے ہیں۔[3] اسی مضمون کو پارہ 29 سورۃ المعارج کی آیت نمبر 9 میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

غبار بنا کر اُڑا دیا جائے گا: پہاڑوں کو غبار بنا کر اُڑا دیا جائے گا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: **وَ اِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْۙ(۱۰)** (پ29، المرسلٰت: 10) ترجمہ کنزالعرفان: اور جب پہاڑ غبار بنا کے اڑا دیئے جائیں گے۔ یہی مفہوم سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر 105 میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

چلتے ہوئے پہاڑ ٹھہرے ہوئے دکھائی دیں گے: روزِ قیامت پہاڑوں کی ایک کیفیت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ بڑے بڑے پہاڑ غبار بن کر فضا میں اڑ رہے ہوں گے مگر دکھائی یوں دیں گے گویا کہ وہ اپنی ہی جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا: **وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِؕ** (پ20، النمل: 88) ترجمہ کنزالعرفان: اور تُو پہاڑوں کو دیکھے گا انہیں جمے ہوئے خیال کرے گا حالانکہ وہ بادل کے چلنے کی طرح چل رہے ہوں گے۔

اس آیت کا معنٰی یہ ہے کہ صور پھونکنے کے وقت پہاڑ اپنی بڑی جسامت کی وجہ سے دیکھنے میں تو اپنی جگہ ثابت اور قائم معلوم ہوں گے، مگر حقیقت میں وہ بادلوں کی طرح انتہائی تیز چلتے ہوں گے، جیسا کہ بادل وغیرہ بڑے جسم چلتے تو ہیں لیکن حرکت کرتے ہوئے معلوم نہیں ہوتے، یہاں تک کہ وہ پہاڑ زمین پر گر کر اس کے برابر ہو جائیں گے، پھر ریزہ ریزہ ہو کر

بکھر جائیں گے۔[4] یہی مفہوم پارہ 27 سورۃ الطور کی آیت نمبر 10 میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

سراب کی طرح ہو جائیں گے: جب پہاڑوں کو تیزی سے چلایا جائے گا تو وہ سراب محسوس ہوں گے، جیسا کہ ارشاد ہوا: **وَّسُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ؕ** (پ30، النبا:20) ترجمہ کنز العرفان: پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ ایسے ہو جائیں گے جیسے باریک چمکتی ہوئی ریت جو دور سے پانی کا دھوکا دیتی ہے۔ سراب سے مراد چونکہ وہ چیز ہوتی ہے جو نصف النہار کے وقت پانی کی طرح زمین پر چلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ پانی ہے حالانکہ پانی نہیں ہوتا صرف چمک ہوتی ہے۔[5] چنانچہ قیامت کے دن قیامت کی شدت اور ہولناکی کا یہ عالم ہو گا کہ پہاڑ چورا چورا ہو کر غبار بن جائیں گے مگر لوگوں کو ایسا لگے گا کہ یہاں ابھی بھی پہاڑ ہیں حالانکہ ان کا نام و نشان تک نہ ہو گا (اور یہی کیفیت سراب کی ہوتی ہے کہ پیاسے کو دور سے پانی ہی دکھائی دیتا ہے)۔[6]

سمندروں کی کیفیت

سمندر بلاشبہ اللہ پاک کی قدرت کا منہ بولتا ثبوت ہیں، قرآنِ کریم میں سمندروں کے متعلق جو حقائق بیان کئے گئے ہیں آج جدید سائنس بھی ان کی حقیقت کو ماننے پر مجبور ہو چکی ہے، مثلاً دنیا کے کئی مقامات پر یہ مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ دو سمندروں یا دو دریاؤں یا دریا اور سمندر کے باہم ملنے کی جگہ ایک قدرتی آڑ اور رکاوٹ قائم ہے جو ان کے پانیوں کو ملنے نہیں دیتی۔ اس آڑ کا تذکرہ قرآنِ کریم میں یوں مذکور ہے: **مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ۙ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ۚ** (پ27، الرحمٰن:19، 20) ترجمہ کنز العرفان: اس نے دو سمندر بہائے کہ دونوں ملے ہوئے (لگتے) ہیں۔ ان کے درمیان ایک آڑ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھ نہیں سکتے۔ یہاں ہمارا مقصود چونکہ سمندروں کی موجودہ کیفیت بیان کرنا نہیں بلکہ روزِ قیامت ان کی حالت و کیفیت کو بیان کرنا ہے، چنانچہ جان لیجئے کہ اللہ پاک نے اس وقت مختلف سمندروں اور دریاؤں کے پانی کو باہم ملنے سے جو آڑ بنا رکھی ہے یہ قیامت کے وقت ہٹا دی جائے گی اور یہ سب سمندر و دریا وغیرہ گویا کہ آپس میں مل جائیں گے اور اسے قرآنِ کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے: **وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۙ** (پ30، الانفطار:3) ترجمہ کنز العرفان: اور جب سمندر بہا دیئے جائیں گے۔ یعنی قیامت کے دن پانی کے تمام ذخیرے مل کر ایک ہی سمندر بن جائیں گے۔[7] تقریباً تمام مفسرین نے یہ بات نقل کی ہے، چنانچہ امام رازی نے بھی دیگر اقوال کے ساتھ ساتھ سب سے پہلے یہی نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن جب زمین زلزلے سے تھر تھرائے گی تو اس دن اللہ پاک سمندروں کو آپس میں ملنے سے روکنے والی رکاوٹ ہٹا دے گا، یوں تمام سمندر مل کر ایک ہو جائیں گے۔[8]

قرآنِ کریم میں روزِ قیامت سمندروں کی ایک حالت یہ بھی بیان کی گئی ہے: **وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۙ** (پ30، التکویر:6) ترجمہ کنز العرفان: اور جب سمندر سلگائے جائیں گے۔ یہی مفہوم سورہ طور کی چھٹی آیت میں بھی ہے اور اس کا مطلب ہے کہ اللہ پاک قیامت کے دن تمام سمندروں کو آگ کر دے گا، جس سے جہنم کی آگ میں اور بھی زیادتی ہو جائے گی۔[9] اس کی ایک صورت یہ بھی ممکن ہے کہ جب ایک ہی سمندر بن جائے گا تو اس میں سورج کو ڈالا جائے گا جس سے وہ آگ بن جائے گا اور سارا پانی بھاپ بن کر اڑ جائے گا یا پھر سمندر گرم کئے جائیں گے یہاں تک کہ ان کا پانی خشک ہو جائے گا اور ان کی جگہ آگ ظاہر ہو گی (یعنی آگ بن جائے گی)۔[10] یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سمندر کے نیچے آگ ہو، روزِ قیامت اللہ پاک اسے بڑھکا دے تو پورا سمندر آگ بن جائے۔ بلکہ ایک روایت میں بھی ہے کہ سمندر حقیقت میں آگ ہی کا ایک حصہ ہے۔[11]

---

(1) صراط الجنان، 10 / 319 (2) روح البیان، 9 / 316 (3) خازن، 4 / 403، روح البیان، 10 / 500، ملتقطاً (4) تفسیر مدارک، ص858 ملخصاً (5) اصلاح اعمال، 1 / 139 ملخصاً (6) روح المعانی، 15 / 297 (7) تفسیر خازن، 4 / 401 (8) تفسیر کبیر، 11 / 72 (9) تفسیر خازن، 4 / 186 (10) تفسیر الحسنات، 7 / 1232 مفہوماً (11) تفسیر قرطبی، 10 / 5362

حضور کی والدہ ماجدہ (قسط 8)

از: شعبہ ماہنامہ خواتین

ہنڈیا ٹوٹ گئی: زمانہ جاہلیت میں عرب میں دستور تھا کہ بچہ پیدا ہوتا تو اسے کسی بڑے برتن سے ڈھانپ دیتے اور صبح تک اس سے برتن اٹھاتے نہ رات بھر اسے دیکھتے۔ چنانچہ حضور پیدا ہوئے تو آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا مگر برتن ہی ٹوٹ گیا، جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ جب حضور دنیا میں تشریف لائے تو ایک زبردست نور چمکا، پیدا ہوتے ہی آپ دونوں ہاتھوں سے زمین کو تھام کر بیٹھ گئے، آپ کی آنکھیں آسمان پر تھیں۔ پھر گھر والوں نے آپ پر ایک بڑی ہنڈیا رکھ دی مگر کچھ ہی دیر بعد وہ دو ٹکڑے ہو گئی۔[1] جبکہ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پیدا ہونے کے بعد ایک طشت کے سائے میں رکھا گیا جب اس طشت کو ہٹایا جاتا تو دیکھا جاتا کہ آپ آسمان پر نظریں جمائے ہوئے ہیں۔[2]

ایک روایت میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے آپ پر برتن رکھا، مگر تھوڑی ہی دیر بعد اسے ٹوٹا ہوا پایا اور کیا دیکھتی ہوں کہ آپ اپنا انگوٹھا چوس رہے ہیں جس سے دودھ نکل رہا تھا۔ بعض افراد کے نزدیک ہنڈیا وغیرہ کے یوں پھٹ جانے میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آپ کا معاملہ ہر ایک پر غالب ہو گا اور آپ جہالت کے اندھیروں کو ختم کر دیں گے۔[3]

بتوں کی حالت: اسی طرح قریش کا ایک بت تھا، جس کے پاس وہ اکٹھے ہو کر ہر سال عید اور جشن مناتے اور اعتکاف بھی کرتے۔ حضور کی شبِ ولادت انہوں نے دیکھا کہ وہ بت اوندھا پڑا ہوا ہے، انہوں نے اسے اٹھا کر دو تین بار اپنی جگہ کھڑا کیا مگر وہ ہر بار گر جاتا۔[4] جبکہ سیرتِ حلبیہ وغیرہ کتبِ سیرت میں یہ بھی مذکور ہے کہ قریش کے ان لوگوں میں اس وقت ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن نفیل اور عبد اللہ بن جحش بھی تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے بت کا بار بار اوندھا ہو جانا دیکھا تو ان میں سے کسی نے اس بت سے اس کے اوندھا ہو جانے کا سبب پوچھا تو اچانک بت کے پیٹ سے آواز آئی: ایک ایسا بچہ پیدا ہو چکا ہے جس کے نور سے مشرق و مغرب میں زمین کے تمام گوشے منور ہو چکے ہیں۔[5]

یہی واقعہ کچھ تفصیلات کے ساتھ امام خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ہواتف الجنان میں حضرت اسماء بنت ابی بکر سے مروی کچھ یوں نقل کیا ہے کہ واقعہ فیل کے بعد زید بن عمرو اور ورقہ بن نوفل نجاشی کے پاس گئے۔ تو اس نے ان سے پوچھا: اے قریشیو! مجھے سچ بتانا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کے والد نے اسے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہو مگر پھر اس کی طرف سے بہت سے اونٹ ذبح کیے گئے ہوں۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو نجاشی نے مزید تفصیلات پوچھیں، حقیقت میں نجاشی حضور کی پیدائش کی رات رونما ہونے والے عجائبات جاننا چاہتا تھا۔ چنانچہ

پہلے ورقہ بن نوفل نے عرض کی: بادشاہ سلامت! اس رات میں ایک بت کے قریب ہوا تو اس کے پیٹ سے کسی کو یہ کہتے سنا: نبیِ کریم پیدا ہو چکے ہیں، اب دنیاوی بادشاہ (اگر ان کے مطیع نہ ہوئے تو) ذلیل ہوں گے، گمراہی دور ہو جائے گی اور شرک پیٹھ پھیر کر بھاگے گا۔ پھر وہ بت منہ کے بل گر پڑا۔

اس کے بعد زید بن عمرو نے بتایا کہ اے بادشاہ! میں نے اس رات دیکھا کہ جبلِ ابی قبیس پر دو سبز پروں والا ایک

فرشتہ آسمان سے اترا اور اس نے مکہ مکرمہ کی طرف دیکھ کر یہ اعلان کیا: آج کی رات وہ ہستی پیدا ہو چکی ہے جسے الامین کہا جائے گا، اب شیطان ذلیل ہو گا اور بت پرستی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد اس فرشتے نے ایک کپڑا پھیلایا جس نے مشرق و مغرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس کے نیچے ہر چیز روشن ہو گئی، یہاں تک کہ اس نور سے میری آنکھیں چندھیا گئیں اور مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید اب دوبارہ میں کبھی دیکھ نہ پاؤں گا۔ پھر وہ فرشتہ اڑ کر خانہ کعبہ کے اوپر آیا تو اس کے نور سے سارا تہامہ روشن ہو گیا۔ پھر وہ فرشتہ بولا: ساری زمین پاک ہو گئی ہے اور اس کی بہار لوٹ آئی ہے۔ اس کے بعد اس نے ان بتوں کی طرف اشارہ کیا جو خانہ کعبہ کی چھت پر تھے تو وہ سب نیچے گر پڑے۔ (6)

ہاتفِ غیبی کی بشارتیں: جب دونوں نے اپنی اپنی بات مکمل کر لی تو نجاشی نے کہا: اب میں تمہیں اپنے متعلق بتاتا ہوں؛ جس رات کا تذکرہ تم کر رہے ہو اس رات میں اپنے خیمے میں تنہا تھا اور میں سونے لگا تھا کہ اچانک زمین سے گردن تک کسی کا سر بلند ہوا اور وہ بولا: اصحابِ فیل پر ہلاکت اتری! ابابیل نے انہیں پتھروں سے برباد کر دیا۔ ظالم اور مجرم اَشْرَم ہلاک ہو گیا ہے۔ حرمِ پاک یعنی مکہ شریف میں ایک ایسی ہستی پیدا ہوئی ہے جو نبوت کے مقام پر فائز ہو گی اور جو ان کی پکار پر **لبیک** کہے گا کامیاب ہو گا اور جو انکار کرے گا سرکش شمار ہو گا۔ یہ کہنے کے بعد وہ سر زمین میں غائب ہو گیا۔ میں نے (ڈر کر) چیخنے کی کوشش کی، مگر حلق سے آواز تک نہ نکلی، کھڑے ہونے کا ارادہ کیا مگر اس میں بھی کامیاب نہ ہوا۔ (میری حالت دیکھ کر سبھی پریشان تھے) اتنے میں میرے اہلِ خانہ میں سے کوئی میرے پاس آیا تو میں نے (بڑی مشکل سے) اسے کہا: حبشہ کے دیگر لوگوں کو مجھ سے دور لے جاؤ۔ ایسا کرتے ہی اللہ پاک نے میری زبان کو بولنے کی اور ٹانگوں کو چلنے کی طاقت لوٹا دی۔ (7)

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ولادت ہوئی تو ایک طرف کوہِ ابی قُبَیس سے اور دوسری طرف کوہِ حجون سے کسی کی آواز سنائی دی مگر آواز دینے والا کہیں دکھائی نہ دیا۔ چنانچہ کوہِ حجون جو کہ حقیقت میں ایک قبرستان بھی تھا جہاں قریش اپنی بچیوں کو زندہ دفن کیا کرتے تھے، کی طرف سے کسی کے یہ اشعار سنائی دیئے:

فَاُقْسِمُ لَا اُنْثٰی مِنَ النَّاسِ اَنْجَبَتْ   وَلَا وَلَدَتْ اُنْثٰی مِنَ النَّاسِ وَاحِدَہْ

کَمَا وَلَدَتْ زُهْرِيَّةٌ ذَاتُ مَفْخَرٍ   مُجَنَّبَةٌ لُؤْمَ الْقَبَائِلِ مَاجِدَہْ

فَقَدْ وَلَدَتْ خَيْرَ الْقَبَائِلِ اَحْمَدَا   فَاَكْرِمْ بِمَوْلُودٍ وَاَكْرِمْ بِوَالِدَہْ

یعنی میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ لوگوں میں سے کوئی عورت اتنے بلند بخت والی ہے نہ کسی عورت نے اتنا بہترین بچہ جنم دیا ہے۔ جس طرح کا مبارک بچہ حضرت آمنہ نے جنم دیا ہے، ان کی بزرگی قبائل کی ملامت کے لیے ڈھال ہے۔ انہوں نے سارے لوگوں سے بہترین احمد نبی مجتبٰی کو جنم دیا ہے۔ یہ مولود اور اس کی والدہ ماجدہ کتنی مبارک ہیں۔

جبکہ جبلِ ابی قُبَیس کی طرف سے یہ اشعار سنائی دیئے:

يَا سَاكِنِي الْبَطْحَاءِ لَا تَغْلَطُوا   وَمَيِّزُوا الْاَمْرَ بِعَقْلٍ مَضِي

اِنَّ بَنِي زُهْرَةَ مِنْ سِرِّكُمْ   فِي غَابِرِ الدَّهْرِ وَ عِنْدَ الْبَدِي

وَاحِدَةٌ مِنْكُمْ فَهَاتُوا لَنَا   فِيمَنْ مَضٰی فِی النَّاسِ اَوْ مَنْ بَقِي

وَاحِدَةً مِنْ غَيْرِكُمْ مِثْلَهَا   جَنِينُهَا مِثْلُ النَّبِيِّ التَّقِي

یعنی اے وادیِ بطحا کے رہنے والو! کسی غلطی کا ارتکاب نہ کر بیٹھنا اور عمدہ عقل کے ساتھ معاملے کو سمجھنا۔ بلاشبہ بنو زہرہ میں سے حضرت آمنہ تمہارے گزر جانے والے اور موجود تمام افراد سے افضل ہیں، وہ ہی یکتا و بے مثال نہیں، بلکہ انہوں نے جس بیٹے کو جنم دیا ہے وہ بھی بے مثال اور متقی نبی ہے، گزشتہ اور موجود لوگوں میں ان ماں بیٹے کی مثل کوئی ہو تو لے کر آؤ۔ (8)

---

(1) دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص78، حدیث:80 (2) لطائف المعارف، ص184 (3) سبل الہدی والرشاد، 1/346 (4) مدارج النبوت، 2/18 (5) سیرت حلبیہ، 1/104 (6) سبل الہدی والرشاد، 1/351 (7) سبل الہدی والرشاد، 1/351 (8) موسوعۃ ابن ابی دنیا، 2/476

حضرت یوسف علیہ السّلام کے معجزات و عجائبات (قسط 6)

از: شعبہ ماہنامہ خواتین

چوتھا دن: چوتھے دن عزیزِ مصر بھی حضرت یوسف علیہ السّلام کی زیارت کے لیے اپنے لشکر کے ساتھ قبے کے سامنے ایک جگہ آ بیٹھا (اس قبے کی تفصیل گزشتہ قسط میں بیان ہو چکی ہے)، میدان کے ایک طرف مرد اور دوسری طرف عورتیں تھیں، اکثر لوگ محض زیارت کے لیے آئے تھے جبکہ بعض حضرت یوسف علیہ السّلام کو خریدنے کے لیے بھی آئے تھے، جب کثیر لوگ جمع ہو گئے تو مالک بن زعر کو پیغام بھیجا گیا کہ اب اپنے غلام کو لے بھی آؤ، سب لوگ اس کے حسن و جمال کو دیکھنے کے لئے بے تاب و منتظر ہیں۔ چنانچہ مالک حضرت یوسف علیہ السّلام کے پاس آیا، آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا، پیشانی کو چوما اور بولا: پیارے یوسف! سب لوگ جمع ہیں اور تم کو دیکھنا چاہتے ہیں، کیا کہتے ہو چلیں؟ حضرت یوسف نے فرمایا: جو تمہاری مرضی۔ مالک یہ سن کر حیران ہوا، پھر تسلی آمیز انداز میں کہنے لگا: اے یوسف! غمگین نہ ہو! میں تمہیں اعلیٰ مرتبہ پر پہنچاؤں گا۔ پھر اس نے خود اپنے ہاتھوں سے حضرت یوسف کو سنوارا، قیمتی اور خوبصورت کپڑے پہنائے، پھر آپ کے 12 عدد گیسوؤں میں موتی اور یاقوت پرو کر شاہانہ تاج پہنایا۔ بہر حال اس زمانے کے رواج کے مطابق جواہرات سے خوب آراستہ کیا اور مشک و کافور اور عنبر سے معطر بھی کیا، پھر یاقوتوں سے جڑی ہوئی سونے کی ایک پیٹی پہنائی اور پاؤں میں سونے کی جوتیاں پہنائیں کہ جن کے تسمے چمکدار موتیوں کے تھے اور ان جوتیوں پر تین سو ستارے والے عقیق جڑے تھے، اس کے بعد ہاتھ میں ایک شاہانہ چھڑی پکڑائی، پھر سونے کی رکاب اور چاندی کی لگام سے آراستہ ایک گھوڑے پر بٹھا کر خود رکاب تھام لی۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہوئے تو آسمان کی طرف سر اٹھایا اور مسکرا کر کہنے لگے: اللہ بھی سچا ہے اور اس کا رسول بھی سچا ہے۔ پاس موجود لوگوں نے یہ سنا تو پوچھا کہ کیا آپ کے پاس اللہ کا رسول آیا ہے؟ فرمایا: ہاں! پوچھا: کب؟ فرمایا: جب میرے بھائیوں نے مجھے کنوئیں میں ڈالا اور میرے بدن سے قمیص اتاری، اس وقت میرے خدا کا رسول جبرئیل میرے پاس آیا اور میرے رب کا سلام پہنچا کر مجھ سے صبر کرنے کو کہا اور یہ بشارت بھی دی کہ اللہ پاک نے اپنی عزت و جلال اور بخشش و کرم کی قسم یاد فرمائی ہے کہ وہ مجھے کنوئیں سے نکال کر ملکِ مصر کا بادشاہ بنائے گا اور عزیز مصر، شاہانِ مصر اور رؤسائے مصر سب لوگ میرے فرماں بردار ہوں گے، بے شک میرے رب نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا مجھے نظر آرہا ہے کہ اب اس کے پورے ہونے کا وقت آگیا ہے۔ آپ کی ان باتوں پر لوگوں نے حیرانی کا اظہار کیا تو مالک بن زعر نے ان سے کہا: ان کی بات کا یقین کرو اور جھوٹا گمان نہ کرو، کیونکہ یہ اپنی بات میں سچے ہیں، پہلے میں ملکِ شام کا سفر کرتا اور سینکڑوں مصیبتیں اٹھاتا تھا، مال میں خسارہ و نقصان بھی ہوتا تھا، مگر اب کے جو یہ سفر کیا تو مجھے کوئی مصیبت اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی، یہ سب یوسف علیہ السّلام کی برکت ہے، پھر دروازوں کے کھولنے کا حکم دیا اور مالک بلند آواز سے پکارا: اے اہلِ مصر! (دل تھام لو) جس کا انتظار کر رہے تھے وہ آ رہا ہے۔ یہ سن کر سب لوگ گردنیں اٹھا کر اس طرف دیکھنے لگے، ان کے شوق کا عالم یہ تھا کہ وہ پاؤں کی انگلیوں کے بل کھڑے تھے اور آنکھیں اس راہ پر لگی تھیں جہاں سے حضرت

یوسف آنے والے تھے، حضرت یوسف اس شان و شوکت کے ساتھ آئے کہ دائیں بائیں آگے پیچھے 70-70 خادمائیں آپ کو پنکھا جھلا رہی تھیں، مالک بن زعر نے خود گھوڑے کی لگام پکڑ رکھی تھی، آگے پیچھے بادشاہ کے کارندے لوگوں کو راہ سے ہٹا رہے تھے، لوگوں نے جونہی حضرت یوسف کو دیکھا تو ان کے حسن و جمال کے نور سے ان کی آنکھیں چندھیا گئیں اور گردنیں بے اختیار ہو کر خود بخود جھک گئیں اور سب کی زبان پر گویا یہی جملہ تھا: ہم نے ان کی مثل انسان آج تک نہیں دیکھا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام گھوڑے سے اتر کر قبے میں موجود کرسی پر تشریف فرما ہو گئے اور مالک بن زعر نے پردے اٹھائے تو حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ چاند سورج کی طرح دمکنے لگا۔ پھر دائیں بائیں منادی اعلان کرنے لگے: اے مصر کے لوگو! اس انتہائی حسین و جمیل، فصیح اللسان، قادر الکلام، باادب اور اپنے مولا کے محبوب غلام کو اس پر موجود سامانِ زینت سمیت کون خریدے گا؟ اس پر حضرت یوسف نے اس منادی سے فرمایا کہ یوں اعلان نہ کرے بلکہ یوں کہے: اس غم زدہ و مصیبت زدہ مسافر غلام کو کون خریدے گا۔ تو منادی نے عرض کی: میں ایسا اعلان نہیں کر سکتا کہ آپ میں بظاہر تو مجھے ایسی کوئی بات نظر نہیں آ رہی جو آپ فرما رہے ہیں۔ بہر حال یہ اعلان ہوتے ہی حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے کے لیے لوگ اس طرح ٹوٹ پڑے کہ 25 ہزار لوگ بھیڑ کے سبب ہلاک ہو گئے، یہی نہیں بلکہ 5 ہزار مرد اور 360 کنواری عورتیں ایسی بھی تھیں جو حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت دیکھتے ہی دنیا سے کوچ کر گئیں۔ جس کا سبب یہ تھا کہ اس وقت اللہ پاک نے حضرت یوسف علیہ السلام اور مخلوق کے درمیان حائل پردہ اٹھا دیا تھا یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس اصل صورت پر دیکھا کہ جس پر اللہ پاک نے ان کو پیدا کیا تھا۔ (جب ہلاکتیں بڑھ گئیں تو) آخر کار لوگوں نے اپنے سر جھکا دیئے اور بولے: اے مالک! اس غلام کا چہرہ چھپا دے کہ لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جن لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا، ان کے تین گروہ ہو گئے، ایک گروہ کی حالت گویا یوں تھی کہ وہ مدہوش ہوں، دوسرے گروہ کی حالت یہ تھی کہ حیرت سے ان کی زبانیں گنگ اور آنکھیں پھٹی رہ گئیں، جبکہ تیسرا گروہ تو بے قابو ہو کر جنون و دیوانگی کی حدوں تک پہنچ گیا۔

جب اس سارے ماجرے کی خبر عمالقہ قوم کی شہزادی فارغہ کو پہنچی، جو کہ دنیا ہی میں جنت بنانے والے شداد کی اولاد میں سے تھی۔ وہ چونکہ کثیر مال و دولت والی تھی اور اپنی قوم کی سردار بھی تھی، لہٰذا اس نے اپنے خادمین سے کہا کہ یہاں مصر میں سب لوگ اس عبرانی غلام کو دیکھ چکے ہیں میں بھی اسے دیکھنا چاہتی ہوں، چنانچہ اس نے وزیر کو حکم دیا کہ ہزار خچر ہر قسم کے جواہرات سے آراستہ کر کے ان پر درہم و دینار لادے جائیں، یہ سب مال و دولت لے کر جب وہ بھی حضرت یوسف کو خریدنے کے لئے پہنچی اور حضرت یوسف کے قریب ہوئی تو اس کی بھی آنکھیں چندھیا گئیں اور عقل دنگ رہ گئی، آخر بولی: تم کون ہو؟ میں اپنا سارا مال لے کر آئی کہ تمہیں خریدوں لیکن تمہیں دیکھنے کے بعد احساس ہو رہا ہے کہ یہ مال تو کچھ بھی نہیں، تمہاری قیمت تو دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اس سب کے برابر ہے۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا: میں تو اللہ کا ایک بندہ ہوں اور اسی نے مجھے یہ صورت عطا فرمائی ہے۔ یہ سن کر وہ بولی: میں اس اللہ پر ایمان لائی جس نے تجھے اتنا حسین بنایا۔ پھر اس نے اپنا سارا مال اللہ پاک کی راہ میں خرچ کر دیا اور بحر قلزم میں ایک مکان بنا کر اسی میں عبادت کرتے ہوئے ساری زندگی گزار دی۔[1]

(یہ سلسلہ ابھی جاری ہے، اگلی اقساط میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بطور غلام بکنے اور اس کے بعد کے عجائبات و معجزات کا تذکرہ ہو گا۔)

---

1 بحر المحبۃ، ص59 تا62

بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان)
گوجرہ منڈی بہاؤالدین

(49)

اُن کے خَد کی سُہُولت پہ بے حد درود
ان کے قَد کی رَشاقَت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **خد:** رخسار۔ **سہولت:** نرمی۔ **رشاقت:** زیبا قامتی، عمدگی۔

مفہومِ شعر: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے رخسار کی نرمی پہ بے حد درود اور قدِ مبارک کی عمدگی پہ لاکھوں سلام۔

شرح: خد کی سہولت: پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم چمکدار، ہموار اور نرم و دلکش رخسار والے تھے، آپ کے مبارک رخسار کی رنگت سفید سرخی مائل تھی جن میں ابھار نہیں تھا۔ رخسارِ بے داغ کا حسن بیان کرتے ہوئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے رخسار مبارک انتہائی چمکدار تھے،[1] جبکہ حضرت علی المرتضی و ہند بن ابی ہالہ فرماتے ہیں: حضور ہموار رخسار والے تھے۔[2]

قد کی رشاقت: حضور کے اعضائے مبارکہ کی طرح آپ کا قدِ زیبا بھی معتدل اور درمیانہ تھا، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور بہت زیادہ لمبے تھے نہ پست قد، بلکہ آپ درمیانے قد والے تھے اور آپ کا بدن مبارک بھی انتہائی خوبصورت تھا، جب چلتے تو تیز رفتاری کے ساتھ چلتے تھے۔[3] اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ چلتے ہوئے ایسے معلوم ہوتا گویا آپ کسی بلندی سے اتر رہے ہوں، میں نے آپ کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد۔[4] الغرض اس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اتفاق ہے کہ حضور میانہ قد تھے، لیکن یہ آپ کی معجزانہ شان ہے کہ میانہ قد ہونے کے باوجود اگر آپ ہزاروں انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تو آپ کا سر مبارک سب سے زیادہ اونچا نظر آتا تھا۔[5] حضور کے قدِ مبارک کے متعلق یہ شعر اور اس کی وضاحت گزشتہ اقساط میں بیان ہو چکی ہے:

قدِ بے سایہ کے سایۂ مرحمت
ظلِّ ممدود رافت پہ لاکھوں سلام

(50)

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **تاریک:** سیاہ۔ **جگمگانا:** روشن ہونا۔

مفہومِ شعر: اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام جس کی برکت سے دلوں سے کفر و ظلمت کی سیاہی دور ہوئی۔

شرح: چمک والی رنگت: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے جسم مبارک کا رنگ سفید تھا، تاہم یہ سفیدی دودھ یا چونے جیسی نہیں، بلکہ سرخی مائل اور چمکدار تھی؛ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کی دلکش اور چمکیلی رنگت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ کا رنگ سفید اور چمکدار تھا،[6] جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا رنگ مبارک سفید تھا، یوں لگتا تھا گویا آپ کا جسمِ اطہر چاندی میں ڈھالا گیا ہے۔[7] اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم رنگت کے اعتبار سے سب سے زیادہ نورانی تھے۔[8]

(51)

چاند سے مُنہ پہ تاباں دَرَخشاں درود
نمک آگیں صَباحت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **تاباں:** چمکتا ہوا۔ **درخشاں:** روشن۔ **نمک آگیں:** نمک بھری۔ **صباحت:** گوراپن۔

مفہومِ شعر: حضور کے چاند جیسے چہرے پہ چمکتا دمکتا درود اور آپ کی نمکین گوری رنگت پہ لاکھوں سلام۔

شرح: چاند سے منہ پہ: ایک روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم خوش ہوتے تو آپ کا چہرۂ انور اس طرح چمک اٹھتا کہ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہو اور صحابہ کرام اسی کیفیت سے حضور کی شادمانی و مسرت کو پہچان لیتے تھے۔[9] جبکہ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جانِ کائنات صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کا رخِ زیبا چاند کے ہالے کی طرح تھا۔[10] بہرحال حضور کے چہرۂ اقدس کو کسی نے چاند سے تشبیہ دی تو کسی نے سورج سے، کسی نے آئینے سے تو کسی نے گلاب سے، مگر حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا کی حسین سے حسین چیز بھی جمالِ مصطفوی کی گردِ راہ کو نہیں پہنچ سکتی، کیونکہ حسنِ مصطفٰی ہر چیز سے بالاتر ہے۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ کُن بات ارشاد فرمائی کہ یہ سب تشبیہات راویوں کی سمجھ پر واقع ہیں ورنہ در حقیقت چاند، سورج اور آئینے کو اُس جمالِ باکمال سے کچھ نسبت نہیں۔[11]

نمک آگیں صباحت: ایک بار بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: حضور آپ زیادہ خوبصورت ہیں یا یوسف؟ فرمایا: میں ملیح زیادہ ہوں اور وہ خوب گورے تھے۔[12] والدِ اعلیٰ حضرت مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نمک کا خاصہ ہے کہ ہر چیز کو اپنے مزے پر لے آتا ہے اور جس کھانے میں ڈالا جاتا ہے اس کو مزے دار کر دیتا ہے اس لیے اللہ پاک نے اُس ہادیِ بر حق (صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم) کو ملیح کیا تاکہ ایک عالم کو اپنی کیفیت سے متکیف اور مذاقِ معرفت سے بہرہ مند و مشرف کریں۔[13] اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں؛

حُسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم — وہ ملیح دِل آرا ہمارا نبی
ذِکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو — نمکین حسن والا ہمارا نبی

(52)

شبنمِ باغِ حق یعنی رُخ کا عَرَق
اس کی سچی بَراقت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **شبنم:** اوس۔ **باغِ حق:** قدرت کا باغ۔ **عرق:** پسینہ مبارک۔ **براقت:** چمک دمک۔

مفہومِ شعر: حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کا مبارک پسینہ گویا کہ باغِ حق کی اوس ہے اسکی چمک دمک پہ لاکھوں سلام۔

شرح: جب حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چاند سے چہرے پر پسینہ آتا تو اس کے قطرات بقولِ حضرت علی المرتضیٰ یوں محسوس ہوتے جیسے (نور کے) موتی ڈھلک رہے ہوں۔[14] نیز آپ کے پاکیزہ پسینے میں ایسی خوشبو ہوتی جو مشک و عنبر میں بھی نہیں، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت بی بی اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا ایک چمڑے کا بستر حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لئے بچھا دیتی تھیں اور آپ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم اس پر دوپہر کو قیلولہ فرمایا کرتے تو آپ کے جسم اطہر کے پسینے کو وہ ایک شیشی میں جمع فرما لیتیں پھر اس کو اپنی خوشبو میں ملا لیا کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد میرے بدن اور کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں حضورِ انور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے جسمِ اطہر کا پسینہ ملا ہوا ہے۔[15]

---

1 سبل الہدیٰ والرشاد، 2/29 2 سبل الہدیٰ والرشاد، 2/29 3 شمائل ترمذی، ص 16 4 شمائل ترمذی، ص 19 5 انموذج اللبیب، ص 87 6 مسلم، ص 978، حدیث: 6054 7 شمائل ترمذی، ص 25 8 الوفا باحوال المصطفٰی، ص 19 9 بخاری، 2/488، حدیث: 3556 10 سبل الہدیٰ والرشاد، 2/40 11 انوار جمال مصطفٰی، ص 124 12 انوار جمال مصطفٰی، ص 123 13 انوار جمال مصطفٰی، ص 123 14 طبقاتِ کبریٰ، 1/314 15 بخاری، 4/182، حدیث: 6281

مدنی مذاکرہ

(1) اورادووظائف اپنے پیر کی اجازت سے ہی پڑھیے

سوال: جو وظائف سوشل میڈیا پر شیئر کیے جاتے ہیں ان کا پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟ (ویب سائٹ کے ذریعے سوال)

جواب: اوراد و وظائف اپنے شیخ (یعنی پیر صاحب) کی اجازت سے پڑھنا مفید ہوتا ہے۔ نیٹ کے ذریعے معلوم ہونے والے وظائف کو پڑھنے سے کتنوں کا کونڈا (یعنی نقصان) بھی ہو جاتا ہو گا، کیونکہ وظائف کی اپنی تاثیر ہوتی ہے ان کی تعداد وغیرہ بھی مخصوص ہوتی ہے، بلکہ بعض اوقات ان کے کرنے والوں کو کچھ چیزوں سے پرہیز بھی کرنی ہوتی ہے جیسے ترکِ جمالی اور ترکِ جلالی وغیرہ۔ ان معاملات میں بندہ مار بھی کھا سکتا ہے اور ایسے اوراد جن میں ترکِ جلالی اور ترکِ جمالی والا سلسلہ ہو یہ کرنے بھی نہیں چاہئیں۔

عموماً بابا جی قسم کے لوگ اس طرح کی منازل طے کرواتے ہیں، یہ پورا ایک بزنس والا سلسلہ ہوتا ہے۔ اسی میں اثرات کا علاج، جنات کو پکڑنا اور جادو کا توڑ وغیرہ ہوتا ہے، اس طرح یہ لوگ خوب کماتے اور موج کرتے ہیں۔ نیز احادیثِ مبارکہ میں جو زیادہ مقدار میں پڑھنے والے اوراد کا ذکر ہوتا ہے کہ اتنی بار پڑھے جائیں تو یہ ہو گا تو ان میں بھی اپنے پیر صاحب سے مشاورت کر لی جائے، اگر وہ اجازت دیں تو ہی پڑھیں کہ اپنی مرضی سے پڑھنے والے آزمائش میں آجاتے ہیں۔ اگر پیر صاحب منع کر دیں تو دلائل کے ذریعے اپنا مؤقف منوانے کی کوشش کرنے کے بجائے یہ حسنِ ظن رکھیں کہ پیر صاحب ہمارا بھلا چاہتے ہیں اور یہ حسنِ ظن رکھنا ضروری بھی ہے۔ اس کے برعکس خواہ مخواہ ضد کریں گے تو پیر صاحب ہاں کر دیں گے پھر آپ خود ہی آزمائش میں آجائیں گے۔

جن قابو کرنا مہنگا پڑ گیا

ایک حکایت ہے: کسی پیر صاحب کے پاس ایک شخص آکر بولا: مجھے جن قابو کرنا ہے۔ پیر صاحب نے منع فرما دیا۔ وہ بولا: نہیں! مجھے جن قابو کرنا ہے۔ پیر صاحب نے پھر وہی کہا: نہیں بیٹا! وہ پھر بولا: مجھے یہ کام کرنا ہے۔ پیر صاحب نے کہا: ٹھیک ہے، ایک جن تیرے قابو میں دیا۔ اب جن نے اس مرید سے کہا: مجھے کام دو۔ اس نے جن کو عمارت بنانے کا کام دے دیا۔ جن نے فوراً عمارت تعمیر کر دی۔ پھر فارغ ہو کر کہا: مجھے اور کام دو۔ اس نے کھانے پکانے کا کہا۔ جن نے کھانے تیار کر دیئے۔ اس نے جن سے اپنی پسند کا لباس تیار کرنے کو کہا، جن نے تیار کر دیا۔ جن پھر اس کے پیچھے پڑ گیا کہ مجھے مزید کام دو۔ اب وہ پریشان ہوا کہ اسے کیا کام دوں؟ کوئی کام ہی نہیں سوجھ رہا اور جن پیچھے پڑا ہوا ہے کہ مجھے کام دو! اب یہ بے چارہ بھاگ کر پیر صاحب کے پاس پہنچا کہ مجھے بچا لیجئے۔ پیر صاحب بولے: میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تم جن کے چکر میں مت پڑو، مگر تم نہیں مانے۔ چلو! اب یہ کرو کہ کتے کی دُم کہیں سے حاصل کر کے پائپ میں ڈالو اور جن کو سیدھی کرنے کے لیے دے دو۔ اس نے یہی کیا۔ اب جن بار بار پائپ میں دُم ڈال کر نکالے وہ اسی طرح ٹیڑھی رہے، بالآخر جن نے ہار مان لی اور اس شخص سے کہنے لگا: بھائی تم جیتے میں ہارا، مجھے آزاد کر دو۔ پھر اس نے جن کو آزاد کر کے جان چھڑائی۔ ممکن ہے یہ

مثال ”کتے کی دُم ٹیڑھی کی ٹیڑھی“ اسی حکایت سے بنی ہو۔ بہر حال پیر صاحب جس چیز سے منع کریں تو ان کی بات مان لینی چاہیے۔[1]

(2) بلیاں کیوں روتی ہیں؟

سوال: اگر کسی گھر میں بلیاں روتی اور چیخیں مارتی ہوں تو لوگ کہتے ہیں: ”اس گھر میں جادو یا جنات ہیں“ کیا اس کی کوئی حقیقت ہے؟

جواب: ان باتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ چونکہ بلیوں میں بھی احساس ہوتا ہے، ان کا بھی کچھ نہ کچھ حافظہ ہوتا ہے جبھی تو یہ مانوس ہوتی ہیں۔ کسی کے گھر جاتی ہیں تو اسی کے دروازے میں داخل ہوتی ہیں، دوسرے کے دروازے میں داخل نہیں ہوتیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں یاد رہتا ہے۔ بلی کے رونے کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ کسی جانور نے اس کے سامنے اس کا بچہ کھالیا ہو جس کا صدمہ اس کے جگر میں بیٹھ گیا ہو۔ جب اس کی یاد آتی ہو تو اس وجہ سے چیختی اور روتی ہو۔ بہر حال بلی کے رونے کی ایسی کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے، لہٰذا بلی کے رونے کا یہ مطلب نہیں لینا چاہیے کہ یہاں جنات ہیں۔

جنات عموماً ہر جگہ ہوتے ہیں

جنات تو عام طور پر ہر جگہ ہوتے ہیں، کیونکہ ان کی تعداد انسانوں کے مقابلے میں نو گنا زیادہ ہے۔[2] یعنی ایک انسان ہے تو نو جن ہیں۔ اس کو یوں سمجھیے کہ اگر دنیا میں ایک کروڑ انسان رہتے ہیں تو نو کروڑ جن رہتے ہیں۔ ہر جن ستاتا نہیں ہے جیسے ہزاروں اسلامی بھائی مختلف جگہوں میں جمع ہو کر مدنی مذاکرے میں شریک ہوتے ہیں، کوئی کسی کو تنگ نہیں کرتا، سب پُرسکون بیٹھے ہوتے ہیں تو اسی طرح جنات بھی پُرسکون ہوتے ہیں۔ البتہ بعض جنات شریر بھی ہوتے ہیں جو انسانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ نقصان پہنچانے والے تو بعض انسان بھی ہوتے ہیں جو مجمع میں اس تاک میں ہوتے ہیں کہ کسی کی جیب کاٹ لیں یا کسی کی چپل اٹھالیں۔[3]

(3) کیا جادو کروانے والے پر جادو کرواسکتے ہیں؟

سوال: اگر کسی پر کوئی جادو کروا دے، تو کیا وہ شخص جادو کروانے والے پر جادو کرواسکتا ہے؟

جواب: یہ یقینی طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ جادو کس نے کروایا ہے؟ اگر معلوم ہو بھی جائے تب بھی پلٹ کر اس پر جادو کروانا ایسے ہی ہے جیسے اگر کسی نے گندی گالی دی تو سننے والا بھی اسے کوئی گندی گالی دے دے، ظاہر ہے کہ ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ (اس موقع پر مدنی مذاکرے میں شریک مفتی صاحب نے ارشاد فرمایا:) جادو کروانے کی اجازت ویسے ہی نہیں ہے، کیونکہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ جادو میں یا تو کفریہ شرکیہ الفاظ ہوں گے یا پھر حرام یا مجہول الفاظ، نیز یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی کفر والا کام کرنا پڑے، لہٰذا پلٹ کر جادو کروانے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ البتہ اپنے بچاؤ اور حفاظت کے لیے روحانی علاج کرواسکتے ہیں۔[4]

(4) جادو کروانے والے رشتہ داروں سے تعلق رکھنا کیسا؟

سوال: جو رشتہ دار جادو وغیرہ کرواتے ہیں ان سے رشتہ رکھنا کیسا ہے؟ (سوشل میڈیا کے ذریعے سوال)

جواب: کسی رشتہ دار کے جادو کروانے کا ثبوت کیسے ہو گا؟ کسی بابا جی کا بولنا ثبوت نہیں ہوتا۔ ثبوت جب ہو گا کہ بندہ سنجیدہ حالت میں خود اقرار کرے کہ میں نے جادو کیا یا کروایا ہے اور ظاہر ہے ایسا ہونا مشکل ہے کہ کوئی خود اقرار کرے۔ اس لیے خواہ مخواہ توہمات کی وجہ سے رشتے نہ توڑے جائیں۔ رشتہ داری توڑنا گناہ اور اسے قائم رکھنا واجب ہے۔ صلہ رحمی واجب ہے۔[5] [6]

---

1 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/17 2 تفسیر طبری، 9/85، رقم: 24803 ماخوذاً
3 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/138 4 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/152 5 بہارِ شریعت، 3/558، حصہ: 16 6 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/219

* نگران عالمی مجلس مشاورت
(دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

اَدلے کا بدلہ
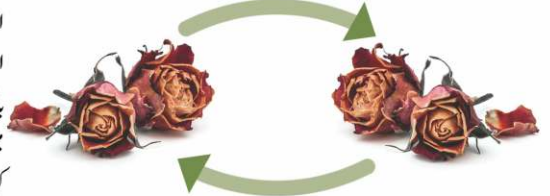
اُمِّ میلاد عطاریہ*

رشتے دار اللہ پاک کی طرف سے ہمارے لئے بہت بڑی نعمت ہیں، دُکھ سُکھ میں ہمارے کام آتے ہیں اور ان کی وجہ سے زندگی کے بہت سے معاملات میں ہم آسانی، سکون اور خوشی محسوس کرتے ہیں، نیز ہم جب کبھی کسی مشکل میں پھنس جاتے ہیں تو اس وقت بھی بارہا یہی رشتے دار اللہ پاک کی عطا سے ہماری مدد کرکے ہماری پریشانی ختم کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں، رشتے داروں کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ قراٰنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں بہت سے مقامات پر رشتے داروں کی عظمت اور حقوق کو بیان کیا گیا ہے، لیکن صورتِ حال تب بگڑتی ہے جب رشتے دار اسلامی تعلیمات سے ہٹ جائیں اور شیطان کے بہکاوے میں آکر اپنے دوسرے رشتے داروں سے حسد کرنا اور ان کے بارے میں بُرا چاہنا شروع کردیں، ایسی صورت میں یہ نعمت زحمت میں تبدیل ہوجاتی ہے، ہر ایک کو ایسی باتوں سے بچنا ضروری ہے تاکہ خود کو بھی اور دوسروں کو بھی نقصان سے بچایا جاسکے۔ چنانچہ یہاں چند ایسی مثالیں اور عادات بیان کی جارہی ہیں جن میں بہت سے افراد مبتلا ہیں، ان عادات کو پڑھ کر ان سے بچنے کی کوشش کریں۔

1 بعض رشتے داروں میں اور بالخصوص خواتین میں ایک بہت بڑی خرابی یہ پائی جاتی ہے کہ وہ اپنا دوسروں کے ساتھ موازنہ (Comparison) شروع کردیتی ہیں، مثلاً فلاں عورت نے اسے سلام کیا، مجھے سلام کیوں نہیں کیا، یا مجھے پہلے سلام کیوں نہیں کیا، اس نے فلانی کو دعوت تو دی مجھے دعوت کیوں نہیں دی، یا مجھے کم افراد کی دعوت دی، اس کو زیادہ کی دعوت دی، یا فلانی نے ان کو اپنے گھر دعوت میں بلایا ہمیں کیوں نہیں بلایا، اس نے مجھے کم دیا، اس کو زیادہ دیا، مجھے اہمیت نہ دی اسے اہمیت دی، اس طرح کی باتوں پر بہت بڑا ہنگامہ کھڑا کردیا جاتا ہے اور پھر کینے اور دشمنی میں جان بوجھ کر ان کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کیا جاتا ہے اور ان کو رُسوا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور کئی مرتبہ لڑ جھگڑ کر رشتے داروں سے تعلقات ختم کردیئے جاتے ہیں جو کہ سَراسَر غیر اسلامی طریقہ اور بہت سی برائیوں کا مجموعہ ہے، حالانکہ بدظن ہونے والی خاتون کو چاہئے تھا کہ اس کے بارے میں حسنِ ظن رکھ لیتی تو پھر فساد پیدا ہی نہ ہوتا، لیکن افسوس فوراً شیطان کے بہکاوے میں آکر رشتے داریاں ختم کردی جاتی ہیں جو کہ نہ اللہ پاک کو پسند ہے اور نہ ہی کوئی فائدہ مند بات 2 بعض رشتہ دار خواتین کسی گھر میں جاکر ان سے ان کی کمزور باتیں اُگلواتی ہیں اور بظاہر ان کے سامنے افسوس کا اظہار بھی کرتی ہیں اور پھر پورے خاندان میں ان کے عیبوں کو اُچھالتی ہیں، یہ انتہائی گھٹیا حرکت ہے! 3 بعض خواتین ایک کے پاس دوسری کی برائیاں کرکے انہیں آپس میں لڑوانے کی کوشش کرتی ہیں 4 امیر رشتے داروں کی آؤ بھگت اور غریب رشتے داروں کو خاطر میں نہ لانا بھی انتہائی غیر مناسب حرکت اور دلوں میں نفرت کا بیج بودینے کے مترادف ہے 5 غیروں سے بہت اچّھا برتاؤ کرنا لیکن اپنے رشتے داروں کو نیچا دکھانا بھی نہایت غیر اخلاقی حرکت ہے۔ ایسی خواتین کو چاہئے کہ اپنی ان بُری عادتوں سے فوراً باز آجائیں، اللہ پاک سے ڈریں اور سچی توبہ کریں، نیز یاد رکھیں کہ اللہ پاک کی پکڑ بہت سخت ہے، آج جیسا ہم کسی کے ساتھ کریں گی کل ویسا ہی ہمارے ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں اس طرح کی تمام عادتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نومولود بچوں کی پرورش (قسط:2)

بنتِ محمد شیر اعوان عطاریہ
بی ایڈ، ایم ایس سی اکنامکس گولڈ میڈلسٹ (میانوالی)

بچے خواہ کسی بھی عمر کے ہوں سب کے لئے خوشی و مسرت کا باعث ہوتے ہیں بالخصوص ماں کے لئے۔ بچے چونکہ انتہائی حساس طبیعت کے مالک ہوتے ہیں، لہٰذا ان کی دیکھ بھال کے لئے خصوصی توجہ اور احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ خاص طور پر ان عورتوں کے لئے جن کے گھر میں کوئی بڑی بزرگ خاتون نہ ہو یا جو پہلی مرتبہ ماں بنے، ان کے لئے بچے کو سنبھالنا اور سمجھنا مزید مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بچے موسمی اثرات، ارد گرد کے ماحول یا خوراک کی تبدیلی وغیرہ جیسی وجوہات کی بنا پر کسی نہ کسی مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو ان کی عادات میں بدلاؤ آجاتا ہے۔ شیر خوار بالخصوص نومولود (Newborn) بچے توجہ کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں کہ وہ اپنے مرض کے متعلق اظہار نہیں کر پاتے، لہٰذا ایک ماں کو کم از کم چند بنیادی باتوں کا جاننا انتہائی ضروری ہے تاکہ وہ یہ جان سکے کہ آخر بچے کو مسئلہ کیا ہے؟ پھر اس کے مطابق احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں۔ مگر یہ بات ہمیشہ یاد رکھئے کہ کوئی بھی دوا ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر ہر گز استعمال نہ کی جائے اور بچوں کو گھروں میں عام طور پر موجود ضروری دوائیاں جب بھی دیں تو یہ ضرور دیکھ لیں کہ کہیں یہ خراب تو نہیں۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر دوائی اور سیرپ پر دو تاریخیں لکھی ہوتی ہیں، یعنی یہ دوائی کب بنی اور کب تک استعمال کے قابل ہے، لہٰذا اگر دوائی کے قابل استعمال ہونے کی تاریخ گزر چکی ہو تو اسے قطعی استعمال نہ کیجئے۔ چنانچہ ذیل میں نومولود بچوں کو لاحق ہونے والے چند امراض اور ان سے متعلق مفید اور اہم معلومات پیش کی جارہی ہیں۔ ان کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھئے:

(1) بخار (Fever)

تین ماہ یا اس سے زائد عمر کے بچوں کو بخار ہونا اگرچہ اچھا ہے کہ اس وقت ان کا جسم انفیکشن سے مقابلہ کر رہا ہوتا ہے، مگر نومولود بچوں کے لئے بخار اچھی بات نہیں۔ لہٰذا ایسے بچے فوری توجہ کے حامل ہوتے ہیں، البتہ! ایک رپورٹ کے مطابق چونکہ ایک بچے کے عام جسم کا درجہ حرارت بلحاظ بچے کی عمر، اس کی سرگرمی، اس کی صحت کی حالت، دن کا وقت اور جسم کے اس حصہ میں مختلف ہوتا ہے جہاں سے درجہ حرارت لیا جاتا ہے۔ مگر 1 سے 2 ماہ کے بچے کے جسم کا درجہ حرارت 97 ڈگری ہو یا پھر 100 ڈگری اسے نارمل ہی شمار کیا جاتا ہے اور اسے بخار نہیں کہہ سکتے۔ لیکن اگر درجہ حرارت اس سے بڑھ جائے تو فوری توجہ دینی چاہئے، بعض بچوں پر بخار کے ساتھ کپکپی طاری ہوتی ہے، جسے بخار کے جھٹکے یا بخار کا رعشہ بھی کہا جاتا ہے۔ اگر بخار میں بچے پر اس طرح کپکپی طاری ہو اور اس کے جسم کو جھٹکے لگیں تو فوری ڈاکٹر سے رابطہ کریں تاہم اس بات کا آپ کو اطمینان ہونا چاہئے کہ یہ کیفیت خطرناک ہوتی ہے نہ اس سے دماغ کو کوئی نقصان پہنچتا ہے۔

نومولود بچے خصوصاً موسمی اثرات سے متاثر ہوتے ہیں، لہٰذا ایسا ہو جائے تو سب سے پہلے اسباب کو دور کریں جس وجہ سے بخار ہوا ہو اور پھر اس کے بعد علاج پر دھیان دیں، بخار کی حالت میں نومولود بچوں کا خاص خیال رکھیں، انہیں اکیلا نہ چھوڑیں اور ان کی بدلتی کیفیت کا بھی جائزہ لیتی رہیں اور سب سے ضروری بات ان کو بخار ہو جانے کی صورت میں دودھ پلانا نہ چھوڑیئے کہ ڈی ہائیڈریشن (پانی کی کمی) ہونے کا خطرہ ہے۔

(2) آنکھوں کی خرابی

بعض نومولود بچوں کی آنکھیں خراب ہوتی ہیں، جس کی دو وجوہات ممکن ہیں: ① کسی رگ (vein) کے بند ہونے کی وجہ سے آنکھوں سے گندا مواد نکلتا رہتا ہے۔ اس کے لئے ناک کی ہڈی آنکھ کے قریب جس جگہ ختم ہوتی ہے وہاں گولائی میں مالش کریں تو اس سے بند مسام کھل جاتے ہیں اور آنکھ سے گندا مواد نکلنا بند ہو جاتا ہے۔ اگر اس طرح آرام نہ آئے تو ڈاکٹر سے رجوع کریں اور ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر کسی بھی قسم کے ڈراپس یا مرہم کا استعمال ہرگز نہ کریں۔ ② آنکھوں میں پیلا پن ہو تو اس کی وجہ یرقان ہے، لہٰذا یہ جان کر پریشان نہ ہوں کہ آپ کے بچے کو یرقان ہے، کیونکہ پہلی بات تو یہ کہ نومولود بچے کو یرقان کا ہونا نقصان دہ نہیں اور دوسری بات یہ کہ فی زمانہ ہر نومولود کو یرقان کی شکایت کا سامنا ہے، کسی کو زیادہ اور کسی کو کم۔ لہٰذا یرقان کی صورت میں ذیل میں بیان کردہ چند باتوں کا جاننا آپ کے لئے انتہائی مفید ہے:

نومولود کے جسم میں خون کے سرخ خلیوں (Red blood cells) کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے اور پیدا ہونے کے بعد انہیں آکسیجن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے والے خون کے ان سُرخ خلیوں کی اتنی زیادہ ضرورت نہیں پڑتی، جتنی انہیں ماں کے پیٹ میں ہوتی ہے، اب یہ زائد سرخ خلیے ٹوٹتے ہیں تو اس کے نتیجے میں ایک ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جس کی مقدار جسم میں بڑھ جائے تو اسے یرقان کہا جاتا ہے۔ نومولود بچوں میں یرقان دو طرح کا ہوتا ہے: ① یرقان بچے کی پیدائش کے دوسرے سے پانچویں دن کے دوران شروع ہوتا ہے اور دس دن تک رہتا ہے۔ اس قسم کا یرقان کسی بھی عورت کے صرف پہلے بچے کو ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں بچے کے فضلے کے اخراج کا عمل درست نہیں ہوتا۔ عام طور پر اس کے اسباب میں ماں کی چھاتی میں دودھ کی کمی، ماں کا کم دودھ پلانا یا بچے کے فضلے کے اخراج میں کمی ہونا شامل ہیں۔

② یرقان کی دوسری قسم بچے کی پیدائش کے پانچویں سے دسویں دن کے درمیان شروع ہوتی ہے اور یہ کسی بھی بچے کو ہو سکتا ہے۔ بچے کے فضلے کا اخراج بھی نارمل ہوتا ہے اور اس کا تعلق ماں کے دودھ کی کمی سے بھی نہیں ہوتا، اس لیے اس قسم کے یرقان کا واحد علاج سورج کی پہلی کرنیں ہیں۔

اس حالت میں بچے کی جلد اور آنکھوں کی رنگت زرد ہو جاتی ہے، بچّہ غنودگی میں رہتا ہے، کبھی کبھی شدید یرقان میں مبتلا بچّوں پر کیرنیکٹرس (Kernicterus) کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جس سے دماغ اور سماعت کو نقصان ہو سکتا ہے۔ پاخانہ بالکل پتلا پانی کی طرح اور پھٹکڑیوں کی شکل میں ہونا بھی اس کی علامت ہے، یہ ہوتا بہت کم بچّوں میں ہے، لیکن ایسے بچّوں کو فوراً ڈاکٹر کے پاس لے جانا چاہئے۔

بچوں میں یرقان کی وجہ موسمی اثرات بھی ہوتے ہیں۔ گرمیوں میں زیادہ جبکہ سردیوں میں کم بچے یرقان سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ماں کی اپنی ناکافی و غیر متوازن خوراک اور دورانِ حمل گرم دواؤں کا زیادہ استعمال بھی اس کی بڑی وجوہ ہیں۔ ماضی میں ماں کے دودھ کو یرقان کا سبب سمجھا جاتا تھا اور بچے کو ماں کا دودھ دینا بعض اوقات وقتی طور پر اور بعض اوقات مستقلاً بند کر دیا جاتا تھا۔ مگر جدید تحقیق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ تمام باتیں درست نہیں۔ پیدائش کے فوراً بعد ماں بچے کو وقفے وقفے سے دودھ پلائے تو بچے کے جسم میں پانی کی ضروری سطح برقرار رہتی ہے، جس کے نتیجے میں اس کے جسم سے فضلہ صحیح طور سے خارج ہوتا رہتا ہے۔ بچے کی آنتوں میں ایک خاص مادہ ہوتا ہے، جس کا بچے کے جسم سے بروقت خارج ہونا بہت ضروری ہوتا ہے، بصورت دیگر وہ آنتوں کے ذریعے سے جسم میں دوبارہ جذب ہو کر خون کا حصہ بن سکتا ہے، جو یرقان کا سبب بن جاتا ہے، اس لیے بچے کا فضلہ زیادہ سے زیادہ خارج ہونا بے حد ضروری ہے۔

(مزید معلومات کے لئے اگلی اقساط کا انتظار کیجئے)

سلسلہ ازواجِ انبیا

زوجۂ داود

از: شعبہ ماہنامہ خواتین

امام طبری کے مطابق حضرت داود علیہ السّلام کی 99 ازواج تھیں[1] جبکہ بعض کے نزدیک 100 ازواج تھیں۔[2]

آپ علیہ السّلام کی بعض ازواج کے نام اگرچہ بعض کتب میں تحریر ہیں مگر ان کے حالاتِ زندگی کے متعلق کوئی خاص معلومات نہیں ملتیں۔ البتہ! آپ کی ایک زوجہ بی بی میکال جو حضرت طالوت کی بیٹی تھیں کے متعلق چند تفصیلات ضرور ملتی ہیں۔ مثلاً حضرت داود علیہ السّلام کی ان سے شادی کا سبب جو واقعہ بنا اس کا ذکر قرآنِ کریم میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ

بنی اسرائیل جب جالوت کے ظلم و ستم سے تنگ آگئے تو اس سے چھٹکارا پانے کے لئے سورہ بقرہ کی آیت نمبر 247 کے مطابق بنی اسرائیل کی خواہش پر اللہ پاک نے حضرت طالوت کو ان کا بادشاہ بنا دیا، لہٰذا جب جالوت سے جنگ کے موقع پر حضرت طالوت اپنے سپاہیوں کو جالوت کے قتل پر ابھار رہے تھے، اسی وقت حضرت داود علیہ السّلام اپنے والد کے حکم پر اپنے بھائیوں اور لشکر کی خبر لانے کے لئے پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جالوت میدان جنگ میں مدِّمقابل مانگ رہا ہے مگر کوئی بھی اس کا مقابلہ کرنے کو تیار نہیں، آپ کو یہ بات انتہائی بری لگی۔ آپ نے طالوت سے پوچھا: جو جالوت کو قتل کرے آپ اس سے کیا سلوک کریں گے؟ انہوں نے جواب دیا: اگر آپ جالوت کو قتل کر دیں تو میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کر دوں گا اور آدھی بادشاہی بھی دیدوں گا۔ چنانچہ جب آپ نے جالوت بادشاہ کو قتل کر دیا تو طالوت نے وعدے کے مطابق اپنی بیٹی میکال[3] کا نکاح آپ سے کر دیا اور آدھی سلطنت بھی دیدی۔[4]

اوصافِ میکال: بی بی میکال پرہیز گار، نیک، اپنے شوہر سے مخلصانہ محبت کرنے والی اور ان کی بہت زیادہ خیر خواہی کرنے والی خاتون تھیں۔[5]

جالوت کو ہلاک کرنے کے بعد بنی اسرائیل حضرت داود علیہ السّلام کو زیادہ پسند کرنے لگے تھے، لہٰذا طالوت نے حسد میں مبتلا ہو کر آپ علیہ السّلام کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا اور چند بار کوشش بھی کی، مگر ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، آخر اپنے کئے پر شرمسار ہو کر بارگاہِ خداوندی میں توبہ کی جو منظور ہوئی اور حضرت طالوت نے اپنی باقی سلطنت بھی حضرت داود علیہ السّلام کے سپرد کر دی۔[6] بی بی میکال چونکہ اپنے والد کے ارادے سے آگاہ ہو چکی تھیں، لہٰذا انہوں نے بڑی ہمت اور عقل مندی سے حضرت داود علیہ السّلام کو ہمیشہ ان قاتلانہ حملوں سے بچانے کے لئے بہترین تدابیر کیں۔ مثلاً ایک مرتبہ حضرت داود کے بستر پر مشکیزے میں شراب بھر کر اسے مشک و عنبر سے مہکایا اور اس پر حضرت داود علیہ السّلام کا لحاف اوڑھا دیا (تاکہ یوں محسوس ہو حضرت داود آرام فرما رہے ہیں)۔[7]

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہَوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

بی بی میکال کی سیرت سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر کبھی ہمارے والدین وغیرہ ہمارے شوہر کے حق پر ہونے کے باوجود اس کے خلاف ہوں تو حق ہی کا ساتھ دینا چاہئے، یہ نہیں کہ شوہر کو نقصان پہنچا کر اپنا گھر ہی برباد کر لیں۔

---

1 تفسیر طبری، 10/571 2 قصص الانبیا لابن کثیر، ص602 3 تفسیر منیر، 2/432 4 تفسیر طبری، 2/643 ملخصاً 5 زوجات الانبیا و امہات المومنین، ص93، 94 6 بدایہ ونہایہ، 1/454 7 تاریخ ابن عساکر، 24/444-445 ماخوذاً

چٹنی

(دوسری اور آخری قسط)

بنتِ اسحاق مدنیہ عطاریہ
(بی ایڈ، ایم اے اسلامیات)
ریجن ذمہ دار جامعات المدینہ گرلز حاصل پور

دہی کی چٹنی

دہی کی چٹنی بنانے کے لئے سب سے پہلے گزشتہ قسط میں بیان کردہ پودینے کی چٹنی کے جو دو طریقے بیان کئے گئے ہیں، ان کے مطابق پودینے کی چٹنی تیار کر لیجئے، البتہ اس میں خشک پیاز کی جگہ سبز پیاز ڈالئے اور لہسن کا بھی اضافہ کر لیجئے۔ پھر حسب ذائقہ و ضرورت دینے کی چٹنی دہی میں ڈال کر ایک چمچ کی مدد سے اچھی طرح مکس کر لیجئے، ساتھ میں کچھ کالی مرچ کا بھی اضافہ کر لیجئے۔ اگر فریش کریم ہے تو وہ بھی اس میں مکس کر سکتی ہیں۔ لیجئے دہی کی مزے دار چٹنی تیار ہے، آپ اسے کسی بھی کھانے کے ساتھ پیش کر سکتی ہیں۔

ٹماٹر کی چٹنی

پہلا طریقہ: ایک کلو ٹماٹر دھو کر اُبلتے پانی میں ڈال کر دو جوش دیجئے اور چھیل کر باریک کاٹ لیجئے۔ پھر ایک بڑا چمچ سرسوں کے بیج صاف کر کے ہلکے ہلکے کوٹ لیجئے۔ اس کے بعد دو بڑے چمچ لہسن پیسٹ کے اور ایک ایک بڑا چمچ سرخ مرچوں اور سفید زیرہ کا لے کر سب کو 3/4 کپ سرکے میں مکس کر لیجئے۔ پھر 1/2 کپ کوکنگ آئل گرم کر کے سب چیزیں اور ٹماٹر ڈال کر تیل اوپر آنے تک پکائیے۔ ذائقے کیلئے تھوڑا سا نمک اور چینی بھی ملا کر دو منٹ اور پکائیے، لیجئے چٹنی تیار ہے۔

دوسرا طریقہ: 1/4 کپ کوکنگ آئل میں ایک چمچ زیرہ، 1/2 چمچ کلونجی، 1/4 چمچ میتھی دانہ اور 4 سے 6 عدد ثابت لال مرچ کا بھگار تیار کر کے اس میں ایک عدد ہری مرچ کاٹ کر ڈال دیجئے۔ پھر دو عدد باریک کٹی ہوئی پیاز ڈال کر ہلکا سا بھون لیجئے۔ جب پیاز نرم ہو جائے تو ایک چمچ ادرک لہسن پیسٹ، ایک چمچ کٹی ہوئی لال مرچ اور 1/4 چمچ ہلدی شامل کر کے مزید تھوڑا سا بھون لیں، پھر آدھا کلو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کٹے ہوئے ٹماٹر ڈال کر اس میں حسبِ ذائقہ نمک ڈال دیجئے اور میڈیم آنچ پر پکائیے۔ جب ٹماٹر کا پانی خشک ہو جائے تو ثابت 3 عدد ہری مرچیں ڈال کر کچھ دیر دم لگا دیجئے۔ اس کے بعد ایک عدد ہری پیاز کاٹ کر اچھی طرح مکس کر کے چولھا بند کر دیجئے، لیجئے ٹماٹر کی چٹنی تیار ہے۔

کچے آم کی چٹنی

پہلا طریقہ: کچے آموں کی چٹنی بنانے کے لئے سب سے پہلے ایک کلو آم چھیل کر قتلوں میں کاٹ لیں، پھر ان میں ایک کلو چینی اور دو بڑے چمچ پسا ہوا نمک اچھی طرح ملا کر ایک گھنٹے کے لیے رکھ دیجئے، برتن میں کافی پانی جمع ہو جائے اور چینی و نمک بھی اس میں حل ہو جائیں تو ہلکی آنچ پر پکنے کے لیے رکھ دیجئے۔ جب ابلنے لگے تو اس میں 30-30 گرام ثابت سرخ مرچ، کالی مرچ، دار چینی، بڑی الائچی اور سفید زیرہ لے کر کپڑے کی ایک پوٹلی میں ہلکے سے باندھ کر ڈال دیجئے۔ جب آموں کا فالتو

پانی خشک ہو جائے تو ایک کپ سرکہ ڈال کر چند منٹ کے لیے مزید پکائیے۔ اس کے بعد پوٹلی نکال دیجئے، چٹنی تیار ہے۔ یہ چٹنی صاف اور خشک بوتلوں میں ڈال کر اوپر سے صاف کپڑا ڈال دیجئے۔ ٹھنڈی ہو جانے پر بوتلوں کے ڈھکن بند کرکے محفوظ کرلیجئے۔

دوسرا طریقہ: آدھا کلو کچے آم دھو کر چھیلنے کے بعد کاٹ لیجئے۔ پھر کسی برتن میں ایک چھٹانک گھی گرم کرکے اس میں ایک چٹکی ہلدی، آدھا چھٹانک سرخ مرچ، حسبِ ذائقہ نمک اور ایک تولہ پسا ہوا سفید زیرہ ملا لیجئے اور پانی کا چھینٹا دے کر اچھی طرح بھون لیجئے، ساتھ ساتھ آم بھی ڈالتی جائیے۔ تھوڑی دیر بعد ایک تولہ پسی ہوئی کلونجی اور ایک کپ پانی ڈال کر مزید پکنے دیجئے۔ جب آم گل جائیں تو ایک پاؤ چینی ڈال کر 5 منٹ تک پکائیے مگر چمچ ہلاتی رہیے اور شیرا گاڑھا ہو جائے تو اتار کر کسی جار یا مرتبان میں محفوظ کرلیجئے۔

فالسے کی چٹنی

ایک کلو عمدہ فالسہ دھو کر صاف کرلیں، پھر انہیں کسی برتن میں ڈال کر اتنا پانی شامل کیجئے کہ فالسے ڈوب جائیں۔ اس کے بعد دھیمی آنچ پر ڈھک کر پکائیے۔ جب فالسے اچھی طرح گل جائیں تو لکڑی کے چمچ سے اچھی طرح گھوٹ لیجئے اور موٹی چھلنی میں چھان کر ان میں ایک چائے کا چمچ لال مرچ، حسب ذائقہ نمک اور ¾ کپ چینی ملا کر فِرنی کی طرح گاڑھا ہونے تک مزید پکائیے۔ پھر چولھا بند کر دیجئے اور ٹھنڈا ہونے پر محفوظ کرلیجئے۔ لیجئے فالسے کی مزیدار چٹنی تیار ہے۔

کھجور کی چٹنی

ایک برتن میں ایک کپ پانی میں 15 سے 20 عدد کھجوریں دھو کر باریک کاٹی ہوئی کھجوریں، آدھا کپ پسا ہوا گڑ، ایک کپ املی کا گودا، دو چمچ لال مرچ، ایک چمچ سونٹھ، ایک چائے کا چمچ کالا نمک اور حسب ذائقہ سفید نمک، بھون کر پسا ہوا دو چمچ زیرہ اور ¼ چمچ سونف ڈال کر درمیانی آنچ پر اُبال آنے تک پکائیے۔ پھر آنچ ہلکی کرکے مزید 6-8 منٹ تک پکائیے، مزیدار کھجور کی کھٹی میٹھی چٹنی تیار ہے۔

خوبانی کی چٹنی

کسی برتن میں تین کپ کٹی ہوئی سوکھی خوبانیاں، ایک چوتھائی کپ براؤن شوگر، ایک چمچ پسی ہوئی ادرک، آدھا کپ کشمش، ایک چمچ پسا ہوا گرم مصالحہ، دو کپ سرکہ، ایک چمچ نمک اور دو کپ پانی ڈال کر اُبال آنے تک درمیانی آگ پر پکائیے، پھر آنچ ہلکی کرکے آدھا گھنٹہ دم پر رکھ دیجئے۔ وقفے وقفے سے چمچ بھی ہلاتی رہئے۔ چٹنی گاڑھی ہو جائے تو ٹھنڈی کرکے محفوظ کرلیجئے۔

نزلہ زکام میں مفید لہسن مرچ کی چٹنی

10-10 عدد ثابت لال مرچ اور لہسن کے چھلے ہوئے جوے لے کر ان کو سل پر باریک پیس لیجئے یا گرائنڈ کرلیجئے، پیستے ہوئے یا گرائنڈ کرتے وقت حسب ذائقہ نمک بھی ملا لیجئے۔ بس لہسن مرچ کی چٹنی تیار ہے۔ روغنی نان یا بیسن کی روٹی کے ساتھ کھانے سے نزلہ زکام دور ہوتا اور نظامِ ہاضمہ درست ہوتا ہے۔

چٹنی دیر تک محفوظ رکھنے کے ٹپس

- جس چٹنی میں سرکہ یا کوئی اور کھٹاس مثلاً لیموں وغیرہ ڈالنا ہو تو اسے مٹی کی ہانڈی میں بنائیے۔ قلعی والے اور ایلومینیم کے برتن اس چٹنی کیلئے نقصان دہ ہوسکتے ہیں۔
- بلینڈر میں چٹنی پیستے وقت اس میں نمک نہ ڈالئے، ورنہ چٹنی پتلی ہو جائے گی۔ لہٰذا جب چٹنی کھانی ہو تو اس وقت نمک چھڑک لیجئے۔
- چٹنی نکالنے کے لیے ہمیشہ دُھلا ہوا صاف چمچ ہی استعمال کیجئے، کیونکہ جوٹھے یا استعمال شدہ چمچ سے چٹنی جلد خراب ہوسکتی ہے۔
- چٹنی میں کالا نمک ملا دیا جائے تو یہ دیر تک محفوظ رہتی ہے، جلد خراب نہیں ہوگی۔
- املی کی چٹنی بھی کالا نمک ملانے سے خراب نہیں ہوتی۔
- چٹنیاں جب بالکل ٹھنڈی ہوں تو صاف بوتلوں میں ڈالئے ورنہ جلد خراب ہو جائیں گی۔

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مَدَنی*

*محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

1 سوتیلے سسر سے پردے کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی ماں نے دوسری شادی کرلی ہے، اب زید کی بیوی کا زید کے سوتیلے باپ سے پردہ ہوگا یا نہیں؟؟ اس حوالے سے رہنمائی فرمادیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

اولاً تو یہ یاد رہے کہ عورت کا حقیقی سسر یعنی شوہر کا باپ تو عورت کا محرم ہوتا ہے اور یہ حرمت صرف نکاحِ صحیح سے ہی ثابت ہو جاتی ہے خواہ شوہر نے اس عورت سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو، لیکن سوتیلا سسر عورت کا محرم نہیں بنتا کہ وہ شوہر کا باپ نہیں اس لئے یہاں حرمت کی کوئی وجہ نہیں۔ جیسا کہ فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق سوتیلی ساس چونکہ بیوی کی ماں نہیں ہوتی اسی لئے اس کی حلت میں کوئی شبہہ نہیں۔

لہٰذا پوچھی گئی صورت میں زید کی بیوی کا زید کے سوتیلے باپ سے پردہ کرنا شرعاً واجب ہے کہ وہ اس کے لئے نامحرم ہے، بلکہ فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق عورت کو اجنبی نامحرم کے مقابلے میں نامحرم رشتہ دار سے پردہ کرنے کی اور بھی زیادہ تاکید ہے۔ (النتف فی الفتاوی، 1/254- فتاوی رضویہ، 11/312)

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

2 شوہر کو نام لے کر پکارنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بیوی اگر شوہر کو نام لے کر پکارے، تو شرعاً اس میں کوئی حرج تو نہیں؟؟ رہنمائی فرمادیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق بیوی کا شوہر کو نام لے کر پکارنا، مکروہ اور خلافِ ادب ہے۔ لہٰذا جب کبھی شوہر کو مخاطب کرنے کی نوبت آئے تو عورت کو چاہئے کہ مہذب انداز میں اور ادب کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے احسن انداز میں شوہر کو مخاطب کرے۔

(ردالمحتار مع الدر المختار، 9/690- بہار شریعت، 3/657، 658)

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

از: شعبہ ماہنامہ خواتین

نظرِ بد

(قسط اول)

کسی کی نظر کا لگ جانا حق اور سچ ہے اور اس کے برے اثرات کا پہنچنا بھی حق ہے، اس کا انکار کرنا گویا شریعت کا انکار کرنا ہے، بعض لوگ نظرِ بد کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ایسی کوئی چیز نہیں ہوتی یہ صرف وہم، وسوسہ اور خیالات ہیں، حالانکہ قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہے، زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگ مختلف طریقوں سے دوسروں کو نظر لگاتے تھے اور خود حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی کفار نے نظر لگانے کی کوشش کی، اسے قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے: وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ (پ29، القلم:51) ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک کافر جب قرآن سنتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گویا اپنی آنکھوں سے نظر لگا کر تمہیں ضرور گرادیں گے۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کیا جاتا ہے کہ عرب میں بعض لوگ نظر لگانے میں مشہور تھے جو دعویٰ کر کے نظر لگاتے اور جس چیز کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے دیکھتے وہ فوراً ہلاک ہو جاتی، ایسے بہت سے واقعات اُن کے تجربہ میں آچکے تھے۔ اس لئے کفار نے اُن سے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نظر لگائیں تو ان لوگوں نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بڑی تیز نگاہوں سے دیکھا لیکن اللہ پاک نے اپنے حبیب کریم کو اُن کے شر سے محفوظ رکھا۔[1]

ایک اور مقام پر ہے: وَادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍؕ (پ13، یوسف:67) ترجمہ کنز العرفان: اور جدا جدا دروازوں سے جانا۔ یعنی جب حضرت یعقوب علیہ السّلام کے بیٹے مصر جانے کے ارادے سے نکلے تو آپ نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹو! مصر میں ایک دروازے سے نہ داخل ہونا بلکہ جدا جدا دروازوں سے جانا تاکہ بری نظر لگنے سے محفوظ رہو۔[2]

یاد رہے کہ پہلی مرتبہ جب یہ لوگ مصر گئے تھے تو اس وقت حضرت یعقوب علیہ السّلام نے یہ نہیں فرمایا تھا کیونکہ اس وقت تک کوئی یہ نہ جانتا تھا کہ یہ سب بھائی اور ایک باپ کی اولاد ہیں لیکن اب چونکہ لوگ جان چکے تھے اس لئے بری نظر لگ جانے کا اِحتمال تھا اس وجہ سے آپ نے سب کو الگ الگ ہو کر داخل ہونے کا حکم دیا۔[3] اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آفتوں اور مصیبتوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے مناسب احتیاطیں اختیار کرنا انبیائے کرام کا طریقہ ہے۔

اسی طرح حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بھی قولاً اور فعلاً نظرِ بد کے متعلق روایات ثابت ہیں۔

نظرِ بد کی حقانیت: ایک روایت میں ہے: نظر حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی ہے تو وہ نظر ہے۔[4] اسی طرح ایک روایت میں ہے: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، بے شک بُری نظر بندے کو قبر میں اور اونٹ کو ہنڈیا میں پہنچا دیتی ہے۔[5]

نظرِ بد لگ جانے پر حضور نے کیا کیا؟ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ گورے چٹے اور خوبصورت تھے، ایک مرتبہ نہر میں غسل کرنے گئے اور اپنا جُبّہ اتارا تو حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی نظر ان پر پڑ گئی، کہنے لگے: میں نے آج تک آپ جتنا حسین کسی کنواری لڑکی کو بھی نہیں دیکھا۔ بس اسی وقت حضرت سہل کو شدید بخار ہو گیا، کسی نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر بتایا کہ حضرت سہل کو بخار ہو گیا ہے اور وہ آپ کے ساتھ سفر کے قابل نہیں تو آپ خود حضرت سہل کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت عامر والی ساری بات معلوم ہونے پر ان

سے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے؟ تم نے اس کے لیے برکت کی دعا کیوں نہ کی؟ نظرِ بَد حق ہے لہٰذا اس کے لیے وضو کرو۔ چنانچہ جب وہ پانی جس سے حضرت عامر نے تمام اعضا دھوئے تھے سہل پر ڈالا گیا تو وہ فوراً اچھے ہو گئے اور اٹھ کر لوگوں کے ساتھ اس طرح چل پڑے، جیسے ان کو کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔[6] اسی طرح ایک صحابی کو نظر لگ گئی تو حضور نبیِ کریم نے اسے یوں دم فرمایا: اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا یعنی یا اللہ! اس (نظرِ بد) کی گرمی، سردی اور مصیبت اس سے دور کر دے۔[7] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرات حسنین کریمین کو نظر لگی اور حضور کو معلوم ہوا تو وہ بھی پریشان ہو گئے، اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضرِ خدمت ہو کر یہ کلمات سکھائے: اَللّٰهُمَّ ذَا السُّلْطَانِ الْعَظِيمِ، ذَا الْمَنِّ الْقَدِيمِ، ذَا الْوَجْهِ الْكَرِيمِ، وَلِيَّ الْكَلِمَاتِ التَّامَّاتِ وَالدَّعَوَاتِ الْمُسْتَجَابَاتِ، عَافِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مِنْ نَفْسِ الْجِنِّ وَأَعْيُنِ الْإِنْسِ۔ حضور نے جب انہیں یہ دم فرمایا تو وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور کھیلنے کودنے لگے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: لوگو! اپنی جانوں کو، اپنی بیویوں کو اور اپنے بچوں کو اسی پناہ کے ساتھ پناہ میں دیا کرو، اس جیسی اور کوئی پناہ کی دعا نہیں۔[8]

نظرِ بد کے علاج کی ترغیب دلانا: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اگر کسی کو نظرِ بد کا شکار دیکھتے تو اس کے علاج کی طرف توجہ بھی دلاتے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے حضرت اُمِّ سلمہ کے گھر ایک بچی کو دیکھا جس کا چہرہ زرد تھا تو ارشاد فرمایا: اسے دم کراؤ، اسے نظرِ بد لگی ہے۔[9]

نظرِ بد سے بچاؤ کے لیے حفاظتی اقدامات پر مبنی احادیث: حضور جنات اور انسانوں کی بری نظر سے پناہ مانگا کرتے تھے، پھر جب سورۂ فلق اور سورۂ ناس نازل ہوئیں تو آپ نے ان دونوں کو اختیار فرما لیا اور دیگر دعاؤں کو چھوڑ دیا۔[10] ایک مرتبہ دودھ سے بھرا برتن بارگاہِ رسالت میں پیش کیا گیا تو ارشاد فرمایا: اسے ڈھکا کیوں نہیں؟ چاہئے تھا کہ اس پر لکڑی ہی کھڑی کر دیتے۔[11] دودھ چونکہ کھلے برتن میں لایا گیا تھا، اس پر حضور نے یہ فرمایا: یعنی دودھ ڈھک کر لانا چاہیے تھا، اگر ڈھکنا نہ تھا تو اس کے اوپر لکڑی ہی کھڑی کر لیتے۔ عوام میں بھی مشہور ہے کہ دودھ اور دہی کو نظرِ بد بہت جلد لگتی ہے، اس پر لکڑی کھڑی کر لینی چاہیے، اس کی اصل یہ حدیث ہو سکتی ہے۔ خیال رہے دکانوں پر دودھ دہی کھلا رکھا رہتا ہے وہ اس حکم میں داخل نہیں، کہیں لے کر جاؤ تو ڈھک لو۔[12]

حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما پر یہ کلمات پڑھ کر پھونکا کرتے: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ اور فرماتے: تمہارے جدِ امجد بھی حضرت اسماعیل و اسحاق علیہما السلام پر انہیں پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔[13]

ایک روایت میں ہے کہ حضور نے کھیتوں کو نظرِ بد سے بچانے کے لئے ان میں ہڈیاں رکھنے کا حکم اِرشاد فرمایا۔[14]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اپنے گھر میں پڑھے گا تو اس دن اس کو کسی انسان کی نظرِ بد لگے گی نہ کسی جن کی۔[15]

ایک روایت میں ہے: تم میں سے کوئی کسی شے کو دیکھے اور وہ اسے اچھی لگے تو اگر وہ یہ کلمات پڑھ لے: "مَاشَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ" تو اس شے کو کوئی نقصان نہیں ہو گا۔[16]

(اس عنوان سے متعلق مزید جاننے کے لئے اگلی قسط ملاحظہ فرمائیے)

---

(1) تفسیر خازن، 4/302، تفسیر مدارک، ص1271-1272، ملتقطاً (2) تفسیر خازن، 3/31 (3) تفسیر صاوی، 3/968-969 (4) مسلم، ص927، حدیث: 5702 (5) مسند الشہاب، 2/140، حدیث: 1059 (6) موطا امام مالک، 2/428، حدیث: 1795 (7) مراٰۃ المناجیح، 6/88 (8) ابن عساکر، 24/460 (9) مسلم، ص930، حدیث: 5725 (10) ترمذی، 4/13، حدیث: 2065 (11) بخاری، 3/586، حدیث: 5605 (12) مراٰۃ المناجیح، 6/88 (13) بخاری، 2/429، حدیث: 3371 (14) سنن کبریٰ للبیہقی، 6/228، حدیث: 11753 (15) لقط المرجان فی احکام الجان، ص156 (16) مسند بزار، 13/506، حدیث: 7339

بنتِ منصور عطاریہ
طالبہ دورہ حدیث شریف
جامعۃ المدینہ فیضانِ غزالی نیول کالونی کراچی

تحمل مزاجی

کسی ناگوار بات پر قدرت رکھنے کے باوجود نرمی اختیار کرنے اور غصہ نہ کرنے کو حلم و بردباری کہتے ہیں۔[1] یہ اسلام کی خوبصورتی ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو عفو و در گزر و حلم اپنانے کا درس دیا، حلم و بردباری ایک ایسی عمدہ صفت ہے جسے اللہ پاک نے اپنے لئے اور اپنے محبوب بندوں کے لئے پسند فرمایا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم کی کئی آیات میں اللہ پاک نے اس بات کا تذکرہ فرمایا کہ اس کے نیک بندے حلم والے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عطا بن ابو رباح رحمۃ اللہ علیہ اس آیت یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (پ19، الفرقان:63) ترجمہ کنز العرفان: جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد ان کی بردباری ہے۔[2] اسی طرح اس آیت اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (پ19، الفرقان:63) ترجمہ کنز العرفان: جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں "بس سلام"۔ کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے مراد تحمل مزاج لوگ ہیں کہ جب ان کے ساتھ جہالت کا برتاؤ کیا جائے تو وہ جہالت سے پیش نہیں آتے۔[3] اور اس آیت وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (پ19، الفرقان: 72) ترجمہ کنز العرفان: اور جب کسی بیہودہ بات کے پاس سے گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھالتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی جب انہیں تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو وہ (صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے) در گزر کرتے ہیں۔[4]

حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حلم و بردباری کو رسولوں کی سنت[5] اور قیامت کے دن شرف پانے کا ذریعہ قرار دیا۔[6] نیز اپنے کئی فرامین میں تحمل اختیار کرنے کی ترغیب بھی دلائی۔ مثلاً ایک روایت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں بزرگی چاہو؟ عرض کی گئی: کیسے؟ فرمایا: جو تمہارے ساتھ جہالت سے پیش آئے اس کے ساتھ بردباری سے پیش آؤ۔[7] ایک روایت میں ہے کہ مسلمان بردباری کی وجہ سے روزہ دار اور شب بیدار کا درجہ پالیتا ہے۔[8] چنانچہ، ہمیں بھی حلم و بردباری کو اپنانا چاہئے اور اگر کسی کے ذہن میں یہ وسوسہ آئے کہ حلم کی عادت اپنانا بہت مشکل کام ہے، تو ایسوں کی خدمت میں عرض ہے کہ آسان کام کرنا کوئی کمال نہیں بلکہ کمال تو یہ ہے کہ نفس کے لاکھ منع کرنے کے باوجود کوئی مشکل کام کو صرف اللہ پاک کی رضا کے لئے کرے، تب ہی اس کی برکات اور اللہ پاک کی رضا نصیب ہوگی ان شاء اللہ۔ یاد رکھئے! تحمل مزاجی کی نعمت آسانی سے نہیں ملتی بلکہ حدیثِ پاک میں ہے کہ تحمل مزاجی بتکلف برداشت کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔[9]

تحمل مزاجی کا وصف کیوں اپنائیں؟ حلم و بردباری اپنانا اس لئے ضروری ہے کہ یہ اللہ پاک کو پسند ہے، انبیائے کرام کی سنت ہے، عقلِ سلیم اس کا تقاضا کرتی ہے، لوگ اس وصف کو پسند کرتے ہیں اور اس کے کثیر دنیاوی و اخروی فوائد بھی ہیں۔ مثلاً

1. حلم و بردباری کا مظاہرہ کرنے سے نیکیاں ملتی ہیں کیونکہ تکلیف پر صبر کرنا افضل عمل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ

جو مومن لوگوں سے میل جول رکھے اور ان کے تکلیف دینے پر صبر کرے؛ اس کا ثواب اس سے زیادہ ہے جو لوگوں سے میل جول رکھے نہ ان کی تکلیف پر صبر کرے۔[10] ❷ بردباری بلاشبہ جنت میں لے جانے والا عمل ہے، کیونکہ روزِ قیامت بردبار سے کہا جائے گا: اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ یعنی جنت میں داخل ہو جاؤ۔[11] ❸ بردباری کو عقل کا ستون قرار دیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ طبیعت میں بردباری کا پیدا ہونا عقل کے کمال و غلبہ پر دلالت کرتا ہے۔[12] ❹ حلیم و بردبار سے لوگ حیا کرتے ہیں، جیسا کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے یہ دعا مروی ہے کہ یا اللہ! مجھ پر کوئی ایسا وقت آئے نہ میں کسی ایسے وقت کو پاؤں جس میں لوگ حلم والے سے حیا نہ کریں۔[13] ❺ حلم اور وقار اپنانے سے جہالت کا خاتمہ[14] اور علم کا نور حاصل ہوتا ہے۔[15] ❻ کسی کی بدکلامی پر بردباری کا مظاہرہ کرنے کا بسا اوقات یہ صلہ بھی ملتا ہے کہ سامنے والا زندگی بھر کے لئے بندۂ بے دام بن جاتا ہے۔[16] ❼ تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرنے سے سارے لوگ جاہل کے مقابلے میں اس کے مددگار ہو جاتے ہیں۔[17] ❽ سب سے بڑھ کر یہ ظاہر و باطن کی صفائی اور رِقتِ قلبی کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ جو کسی بھی کام کی اَنجام دہی میں بُردباری اور ضروری غور و فکر کا عادی نہ ہو تو وہ جلد بازی کا مظاہرہ کرنے کی وجہ سے بسا اوقات شدید نقصان اٹھاتا ہے۔ اگر نقصان صِرف دنیاوی ہو تو قابلِ برداشت ہو سکتا ہے لیکن اگر اخروی ہو تو اسے کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے۔

تحمل مزاجی کیسے اختیار کی جائے؟ ❶ کسی بھی اچھی عادت کو اپنانے کے لئے اس سے حاصل ہونے والے فوائد پر نظر رکھی جائے تو اس عادت و خصلت کو اپنانے میں آسانی ہوتی ہے۔ ❷ اسی طرح کسی بھی خصلت کو اپنانا اس وقت آسان ہو جاتا ہے جب اس کے فضائل، اس کے سبب حاصل ہونے والے ثوابات بخوبی معلوم ہوں، چنانچہ حلم و بردباری کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے سیرتِ نبوی کے ساتھ ساتھ بزرگانِ دین کی سیرت کا بھی خوب مطالعہ کیا جائے۔ ❸ جو برائیاں اور بری عادات تحمل مزاجی میں رکاوٹ کا سبب بنتی ہیں، ان کو ترک کرنے سے بھی اس عادت کو اپنایا جا سکتا ہے۔ ❹ اس کے حصول کی دعا کی جائے جیسے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اللہ پاک سے دعا فرماتے کہ اے اللہ! مجھے حلم سے مزین فرما۔[18] ❺ غصے پر قابو پانا چاہئے اور کوئی کتنی ہی سخت بات کہہ دے ہمیشہ صبر و تحمل اور حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہئے اور اگر غصہ آ بھی جائے تو اللہ پاک کی رضا کے لئے برداشت کر لینا چاہیے۔ کیونکہ تحمل مزاجی میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی غصہ ہے، جس اسلامی بہن میں غصے کی عادت ہو گی اور اس نے غصہ کنٹرول کرنا نہیں سیکھا ہو گا تو اس کے لئے تحمل مزاجی کی صفت اپنانا مشکل ہو گا اس لئے اس عادت کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس کے علاوہ تحمل مزاجی کے فوائد کے بارے میں غور و فکر نہ کرنا، غیر سنجیدہ رہنا، جلد بازی کرتے رہنا اور بدگمانی کرنا، گناہوں کا کثرت سے ارتکاب کرنا، نیز دل کا سخت ہونا بھی تحمل مزاجی کی عادت کو اپنانے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

اللہ پاک ہمیں بھی اس نیک خصلت کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

❶ کتاب التعریفات، ص66 ماخوذاً ❷ احیاء العلوم، 3/219 ❸ احیاء العلوم، 3/219 ❹ احیاء العلوم، 3/219 ❺ موسوعۃ ابن ابی الدنیا، 2/24، حدیث:6 ❻ موسوعۃ ابن ابی الدنیا، 2/26، حدیث:7 ❼ موسوعہ ابن ابی الدنیا، 2/22، حدیث:4 ❽ موسوعۃ ابن ابی الدنیا، 2/27، حدیث:8 ❾ تاریخ ابنِ عساکر، 18/98 ❿ سنن ابن ماجہ، 4/375، حدیث:4032 ⓫ شعب الایمان، 6/263، حدیث:8086 ⓬ احیاء العلوم، 3/218 ⓭ مسند امام احمد، 8/443، حدیث:22942 ⓮ احیاء العلوم، 3/220 ⓯ احیاء العلوم، 3/220 ⓰ احیاء العلوم، 3/220 ⓱ موسوعہ ابن ابی الدنیا، 2/29، رقم:12 ⓲ موسوعۃ ابن ابی الدنیا، 2/21، حدیث:3

غصہ

اُمّ فیضان عطاریہ
نگرانِ شعبہ ماہنامہ خواتین

اللہ پاک نے ہمیں جذبات و احساسات کے ساتھ پیدا فرمایا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب ہمارے ساتھ کچھ اچھا ہوتا ہے تو ہم خوش ہو جاتے ہیں اور ہماری طبیعت بھی خوشگوار ہو جاتی ہے، اس کے بر عکس اگر کوئی بات یا کام ہمارے مزاج کے خلاف ہو جائے تو ہمیں ناگوار گزرتا ہے اور غصہ آ جاتا ہے، غصہ چونکہ بدلہ لینے پر اُبھارتا ہے۔[1] لہٰذا اسلام نے اسے بری صفت قرار دے کر اس سے بچنے کا حکم دیا، کیونکہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو در گزر اور معاف کر دینے کا درس دیا ہے، چنانچہ جو غصے سے بچتے ہیں، ان کی تعریف یوں بیان فرمائی: وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ۚ (پ25، الشوریٰ:37) ترجمۂ کنز العرفان: اور جب انہیں غصہ آئے تو معاف کر دیتے ہیں۔ یعنی جب غصہ آئے تو اس وقت در گزر کرنا اور بردباری کا مظاہرہ کرنا اخلاقی اچھائیوں میں سے ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ درگزر کرنے سے کسی واجب میں خلل واقع نہ ہو اور اگر کسی واجب میں خلل واقع ہو تو غضب کا اظہار کرنا ضروری ہے جیسے کوئی اللہ پاک کے حرام کردہ کسی کام کو کرے تو اس وقت درگزر سے کام نہیں لیا جائے گا بلکہ اس پر غصہ کرنا واجب ہے۔ (یعنی اس وقت اللہ پاک کی نافرمانی پر دل میں ناراضی کا آنا ضروری ہے، یہ ضروری نہیں کہ گناہ کے مُرتکب پر اظہار بھی کیا جائے۔ اس کا دارومدار موقع محل کی مناسبت پر ہے۔)[2]

معلوم ہوا! غصہ بذاتِ خود برا نہیں اور جو یہ مشہور ہے کہ غصہ حرام ہے، تو یہ کلی طور پر درست نہیں، کیونکہ انسان کے اندر غصے کا ہونا ایک فطری عمل ہے۔ ہاں! غصے میں آ کر شریعت کی نافرمانی کرنا مذموم و ناجائز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ صورتیں ایسی ہیں جہاں غصہ کرنا ضروری ہے، چنانچہ غصے کے اچھا یا بُرا ہونے کے حوالے سے امام غزالی نے غصے کے جو تین درجے بیان کئے ہیں، انہیں جاننا ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں: غصے کا ایک درجہ یہ ہے کہ غصہ بالکل ہی نہ آئے یا آئے تو بہت کم آئے۔ یہ مذموم ہے، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان میں غیرت نام کی کوئی چیز نہیں۔ بلکہ امام شافعی فرماتے ہیں: جسے غصہ دلایا جائے اور وہ غصے میں نہ آئے تو وہ گدھا ہے۔[3] چنانچہ ضرورت سے بھی کم غصہ ہونے کا نتیجہ بے حیائی کی صورت میں نکلتا ہے لہٰذا جس کام پر غصہ آنا چاہئے اس پر غصہ نہ آنا مثلاً اپنے محارِم، بیوی اور ماں کی طرف سے کسی نامناسب بات پر چشم پوشی کرنا، کمینے اور گھٹیا لوگوں کی طرف سے رسوائی کا سامنا کرنا اور احساس کمتری میں مبتلا ہونا، یہ سب قابل مذمت ہے، کیونکہ اس کا ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان اپنے محارم کے معاملے میں بھی بے غیرت ہو جاتا ہے۔[4] اسے اس مثال سے سمجھئے کہ آج کل بے پردہ عورتیں اپنے محارم کے ساتھ بازاروں وغیرہ میں عام گھومتی دکھائی دیتی ہیں اور ان کے محارم بھی اسے برا تک نہیں سمجھتے۔ حالانکہ ایسا کرنے والے مردوں کو دیوث کہا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ عورتوں پر ہے کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کریں جس کی وجہ سے گھر کے مردوں کی غیرت ہی ختم ہو جائے اور انہیں دیوث کہا جائے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ غصہ اس قدر زیادہ آئے کہ عقل پر غالب ہو کر سوجھ بوجھ کی صلاحیت ہی ختم کر دے۔[5] اس حالت میں کسی کی نصیحت اچھی لگتی ہے نہ کوئی نصیحت کرنے

والا خیر خواہ محسوس ہوتا ہے، بلکہ بسا اوقات بندہ غصے کی آگ میں جل کر خود ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہ حالت انتہائی مذموم ہے، اس کی مثالیں بھی روز مرہ زندگی میں عام دیکھی جا سکتی ہیں، اس حالت میں اگر کوئی اپنی ہی شکل دیکھ لے تو شرم کے مارے اپنی خوبصورت شکل کو بد صورتی میں تبدیل پا کر خود ہی اس کا غصہ ختم ہو جائے، کیونکہ اس حالت کا اثر مختلف اعضا پر بھی پڑتا ہے مثلاً ظاہری طور پر اس کا رنگ متغیر ہو جاتا اور بدن کپکپانے لگتا ہے، آنکھوں کی سرخی حد سے بڑھ جاتی اور ناک کے نتھنے پھول جاتے ہیں وغیرہ۔ اسی طرح زبان سے فحش گالیوں اور بیہودہ باتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ نیز جس پر غصہ آئے اس کے خلاف دل میں کینہ اور حسد جڑ پکڑنے لگتے ہیں۔[6] یہی نہیں بلکہ غصے کی وجہ سے بہت سے دِیگر گناہ بھی سرزد ہو جاتے ہیں، مثلاً حسد، غیبت، چغلی، کینہ، قطع تعلقی، جھوٹ، آبروریزی، دوسرے کو حقیر جاننا، گالی گلوچ، تکبُّر، بے جا مار دھاڑ، تَمسخُر (یعنی مذاق اُڑانا)، قَطعِ رِحمی، بے مُرُوَّتی، شُماتَت یعنی کسی کے نقصان پر راضی ہونا، اِحسان فراموشی وغیرہ۔ بسا اوقات غصے میں بنے بنائے کام بھی بگڑ جاتے ہیں، کبھی تو غصے میں ایمان جیسی قیمتی دولت سے بھی محروم ہونا پڑتا ہے۔ یاد رکھئے! حدیثِ پاک میں ہے: غصہ ایمان کو ایسے برباد کر دیتا ہے جیسے کڑوے درخت کا جمع ہوا رس شہد کو خراب کر دیتا ہے۔[7] اور ایمان کی بربادی کے سبب انسان جہنم کے گڑھے میں جا گرتا ہے۔

غصہ آنے کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں، جن کا جاننا ضروری ہے تاکہ اسے قابو کرنے میں مدد ملے، مثلاً سوچ کا منفی ہونا، تکبر، حسد، چڑچڑاپن، بد کلامی، ضرورت سے زیادہ بوجھ خود پر ڈالنا، کسی سے بے جا توقعات وابستہ کر لینا، اپنی مرضی کے مطابق کام کا نہ ہونا، نیند کا پورا نہ ہونا، ذہنی دباؤ یا کسی ٹینشن اور پریشانی میں مبتلا ہونا وغیرہ۔ چنانچہ غصے سے بچنے کے لئے ہمیشہ اس کے نقصانات پیشِ نظر رکھئے۔ مثلاً اللہ پاک کی ناراضی، اخلاق کی تباہی، لوگوں کا نفرت کرنا، گناہوں کا دروازہ کھلنا، طبی نقصانات جیسے فالج کا خطرہ، دل کے دورے کا خطرہ، مدافعتی نظام کا کمزور ہونا، سانس یا پھیپھڑوں کی بیماری، معدے اور آنتوں کے مسائل، یادداشت اور غور و فکر کی صفت کا متاثر ہونا وغیرہ۔ نیز غصے سے بچاؤ کے لئے ان باتوں پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے: اللہ پاک سے ڈرنا، شیطان سے اللہ پاک کی پناہ میں آنا، خاموش ہو جانا، بیٹھ جانا یا لیٹ جانا یا وہاں سے ہٹ جانا، وضو کر لینا اور استغفار کرنا وغیرہ۔

معلوم ہوا! غصہ بہت بری اور احمقانہ صفت ہے، غصہ کرنے والوں سے شیطان خوش ہوتا ہے اور بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں بلکہ منقول ہے کہ غصہ ہر بُرائی کی چابی ہے۔[8]

تیسرے درجے پر وہ غصہ ہے جو عقل اور دِین کے تابع ہو یعنی جہاں غیرت کا معاملہ ہو وہاں غصہ آئے اور جہاں بردباری کا موقع ہو وہاں غصہ نہ آئے۔ یہ قابلِ تعریف ہے۔ کیونکہ غصے کو استقامت کے ساتھ حدِ اعتدال میں رکھنا کمال ہے۔[9] اور بزرگانِ دین کا یہی طریقہ رہا ہے، ایک مرتبہ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کو کسی نے گالی دی تو آپ نے فرمایا: اگر قیامت کے دن میرے نامہ اعمال کا پلڑا ہلکا ہوا تو جو کچھ تو کہتا ہے میں اس سے بھی برا ہوں اور اگر وہ بھاری ہوا تو تیری گالی سے مجھے کچھ نقصان نہیں ہو گا۔[10] ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں کئی بار عرض کی، مجھے نصیحت فرمایئے! تو آپ نے ہر بار یہی فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔[11] لہٰذا غصے سے ہر صورت بچئے کہ غصے سے گھر کا ماحول ہی تباہ نہیں ہوتا، خاندان تک اجڑ جاتے ہیں اور دنیا کے ساتھ آخرت بھی برباد ہو گی کیونکہ ایک روایت میں ہے: جو غصہ کرتا ہے وہ جہنم کے کنارے پر جا پہنچتا ہے۔[12]

---

❶ مرآۃ المناجیح، 6/655 ملخصاً ❷ تفسیر صاوی، 5/1878 ❸ احیاء العلوم، 3/207 ❹ احیاء العلوم، 3/208 ❺ احیاء العلوم، 3/207 ❻ احیاء العلوم، 3/208 ❼ شعب الایمان، 6/311، حدیث: 8294 ❽ الزواجر، 1/107 ❾ احیاء العلوم، 3/209 ❿ احیاء العلوم، 3/202 ⓫ بخاری، 4/131، حدیث: 6116 ⓬ شعب الایمان، 6/320، حدیث: 8331

تحریری مقابلہ

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کا سلسلہ جامعات کی معلمات، ناظمات اور تنظیمی ذمہ داران کے چھٹے تحریری مقابلے میں ہر عنوان کے تحت اول پوزیشن حاصل کرنے والے مضامین شامل ہیں۔ موصول ہونے والے 13 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
دینی لائبریری کی اہمیت	3	نیک اعمال کو برباد کرنے والے 5 اعمال	8	بزرگ خواتین کا شوق حدیث	2

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: کراچی: بنتِ اشرف (معلمہ جامعہ صراط الجنان، مہاجر کیمپ)، بنتِ محمد رئیس مدنیہ (شاہ فیصل کالونی)، اُمّ انس، بنتِ آدم (ملیر)، ، ، یزمان: بنتِ شفیق (معلمہ)، بنتِ ذوالفقار (معلمہ)، بنت افضل (معلمہ)۔ سیالکوٹ: ام حبیبہ مدنیہ (معلمہ گلبہار)، بنتِ ظفر اسلام (نواں پنڈ)، بنتِ رشید (جامعہ فیضانِ عائشہ صدیقہ، نند پور)، ، ، دیگر: بنتِ منگتا خان (معلمہ جامعہ فیضانِ عطار، راولپنڈی)، بنتِ زمان (معلمہ جامعہ فاطمۃ الزہرا، لالہ موسیٰ)، بنتِ نواز (معلمہ جامعہ نشاط کالونی، لاہور)

دینی لائبریری کی اہمیت

اُم انس عطاریہ (شعبہ ذمہ دار مکتبۃ المدینہ تقسیم رسائل، اوورسیز)

انسان اور کتاب کا رشتہ صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ کتاب نے انسان کو انسان بنایا۔ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی پر کتاب نازل ہوئی تو کسی پر صحیفے جبکہ سب سے آخری نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر دنیا کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اور عظیم کتاب قرآنِ مجید، فرقانِ حمید نازل ہوئی۔ یہ ہر مسلمان کے گھر کی زینت ہے، بلکہ بعض اوقات گھر کے ہر فرد کا قرآنِ پاک الگ ہوتا ہے جس کو دیکھ کر وہ قراءت کرتا ہے۔ یوں ہی جن گھروں میں مزید دینی کتب و رسائل ہوتے ہیں اس گھر کے افراد کی مصروفیات دیگر گھروں سے الگ دیکھی جا سکتی ہیں، ان کے علم میں اضافہ اور گفتار میں شائستگی ہوتی ہے۔ کتابیں ہماری بہترین دوست ہیں۔ بے شک گھروں میں کتب خانہ یعنی لائبریری بنانا برکت والا کام ہے۔

یوں تو موبائل میں ہم کئی کتب و رسائل P.D.F کی صورت میں حاصل کر کے فائدہ حاصل کر لیتی ہیں مگر جو مزہ ہاتھ میں کتاب لے کر پڑھنے میں ہے وہ موبائل وغیرہ میں پڑھنے کا نہیں۔ کسی صاحب کے ہاتھ میں موٹی سی کتاب دیکھ کر دوسرے نے کہا: کیوں اتنی جگہ اور پیسے خرچ کرتے ہو؟ کتاب رکھنے کے لئے گھر میں جگہ بنانی پڑتی ہے، کتاب ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھ لیا کرو! تو پہلے نے جواب دیا: وہ تو ٹھیک ہے! لیکن یہ بتاؤ کہ کتاب میں سے جو خوشبو آتی ہے وہ موبائل، ٹیبلٹ میں پڑھنے پر آئے گی؟

جن گھروں میں لائبریری ہوتی ہے اُن کے بچوں کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ مطالعہ کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ وقت فضول کاموں میں برباد نہیں ہوتا کیونکہ کتاب فارغ وقت کو قیمتی بنا دیتی ہے۔ یقیناً دینی کتاب خریدنا راہِ خدا میں مال خرچ کرنا ہے، کتاب خریدار کا ورثہ بن جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد صدقہ جاریہ ہوتی ہے۔ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ بھی کتاب خریدنے کی ترغیب دلاتے رہتے ہیں۔ لہٰذا کتابیں ضرور خریدیئے، گھروں میں دینی لائبریری بنائیے، ان کا مطالعہ کیجئے، کوئی بات اچھی لگے تو انڈر لائن کیجئے، اہم

پوائنٹس نوٹ کیجئے۔ یوں اللہ پاک کی رضا حاصل کر کے اپنے آپ کو دو جہاں کی برکات سے مالا مال کیجئے۔

نیک اعمال کو برباد کرنے والے 5 اعمال

بنتِ محمد رئیس مدنیہ
(ذمہ دار ڈویژن مشاورت، ڈرگ روڈ کراچی)

اللہ پاک کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اس نے ہمیں ایمان کی دولت عطا فرمائی۔ ایک مسلمان کیلئے اعمالِ صالحہ بجالانا بہت اہم ہے لیکن یاد رہے! اعمالِ صالحہ بجالانا اہم ہے تو ان کی حفاظت کرنا، ان کو ضائع ہونے سے بچانا بھی نہایت اہم ہے۔ جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ (پ26، محمد:33) ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال باطل نہ کرو۔ حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: بعض لوگوں کا خیال تھا کہ جیسے شرک کی وجہ سے تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اسی طرح ایمان کی برکت سے کوئی گناہ نقصان نہیں کرتا ان کے حق میں یہ آیت نازل کی گئی اور بتایا گیا کہ مومن کیلئے اطاعتِ خدا و رسول ضروری ہے اور گناہوں سے بچنا لازم ہے۔[1]

آیئے! ایسے پانچ اعمال کا ذکر پڑھتی ہیں جو نیک اعمال کو برباد کرتے ہیں اور ان سے بچنے کی نیت بھی کرتی ہیں:

1: کفر و شرک: کفر کی تعریف بیان کرتے ہوئے مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: کسی ایک ضرورتِ دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں، اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔[2] مثلاً کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو آخری نبی نہ مانے اگرچہ باقی تمام ضروریاتِ دین مانتا ہو تو ایسا شخص کافر اور اس کے نیک اعمال باطل ہیں اور شرک کے معنی غیر خدا کو واجبُ الوجود یا مستحقِ عبادت جاننا ہے۔[3] چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ لِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْؕ هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (پ9، الاعراف:147) ترجمہ: اور جنہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تو ان کے تمام اعمال برباد ہوئے انہیں ان کے اعمال ہی کا بدلہ دیا جائے گا۔

2: مُرتد ہونا: مُرتد وہ شخص ہے کہ اسلام لانے کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریاتِ دین سے ہو یعنی زبان سے کلمۂ کفر بکے جس میں تاویلِ صحیح کی گنجائش نہ ہو، یوں ہی بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا۔[4] چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: وَ مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓىٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ (پ2، البقرۃ:217) ترجمہ: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے پھر کافر ہی مر جائے تو ان لوگوں کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہو گئے۔

3: حضور کی بارگاہ میں آواز بلند کرنا: چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ26، الحجرات:2) ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

بارگاہِ رسالت کا ادب و احترام جو اس آیت میں بیان فرمایا یہ آپ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ تک محدود نہیں بلکہ یہ ادب وفاتِ ظاہری کے بعد بھی تا قیامت باقی ہے۔

4: صدقہ دے کر احسان جتانا: کسی کو صدقہ دے کر اس پر خرچ کر کے احسان جتانا اور اسے تکلیف پہنچانا نیک عمل کو برباد کر دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى (پ3، البقرۃ:264) ترجمہ: اے ایمان والو! احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر اپنے صدقے برباد نہ کر دو۔

5: اعمالِ صالحہ کے ذریعے دنیا طلب کرنا: چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا وَ هُمْ فِیْهَا لَا یُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

(پ12، ہود:15-16) ترجمہ: جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو تو ہم دنیا میں انہیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دیں گے اور انہیں دنیا میں کچھ کم نہ دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور دنیا میں جو کچھ انہوں نے کیا وہ سب برباد ہو گیا اور ان کے اعمال باطل ہیں۔ یعنی جو طلبِ دنیا کے لیے اعمالِ صالحہ کرے گا اسے ان کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیا جائے گا اور وہ اعمال ان کے ضائع و باطل ہو گئے۔ اللہ پاک ہمیں اپنے اعمالِ صالحہ کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بزرگ خواتین کا شوقِ حدیث

بنتِ آدم (ماڈل ٹاؤن، ملیر کھوکھراپار، کراچی)

دورِ جاہلیت میں عربوں پر چھائے جہالت اور گمراہی کے اندھیرے میں بہت کم ہی نورِ علم سے منور کوئی شخص نظر آتا۔ اسلام نے عربوں کو دیگر متمدن قوموں کی طرح زیورِ علم سے آراستہ کیا، چنانچہ ابتدا میں خواتین کی تربیت کا الگ سے تو کوئی معقول و مناسب انتظام نہ ہو سکا بلکہ وہ اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے خاص خاص مواقع مثلاً عیدین وغیرہ میں حاضری کی منتظر رہتیں، یہی وجہ تھی کہ صحابیات طیبات رضی اللہ عنہن کی علمی تشنگی روز بروز بڑھتی گئی اور ان کے دلوں میں یہ خواہش شدید انگڑائیاں لینے لگی کہ ان کے لیے بھی ایسی محافل ہوں جن میں صرف اور صرف انہی کی تعلیم و تربیت کا اہتمام ہو، اس آرزو کا اظہار اس وقت سامنے آیا جب حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا[5] نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر باقاعدہ عرض کی کہ ان کے لیے بھی کچھ وقت خاص ہونا چاہیے جس میں آپ ہمیں وہ کچھ سکھائیں جو اللہ پاک نے آپ کو سکھایا ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں مخصوص جگہ پر مخصوص دن جمع ہونے کا حکم ارشاد فرمایا۔[6] یہ روایت صحابیات طیبات کی دین سیکھنے سکھانے کے بارے میں گُڑھن رکھنے اور ان کی علمِ دین سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ہماری پیاری صحابیات کا علمِ دین کی خاطر پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور احادیثِ مبارکہ سے شوق، عشق اور محبت کا جذبہ کیسا تھا، ملاحظہ فرمائیے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث کی تعداد 2210 ہے جن میں سے 174 مُتَّفَقٌ عَلَیْہ یعنی بخاری اور مسلم دونوں میں، 54 احادیث صرف بخاری شریف میں اور 68 احادیث صرف مسلم شریف میں ہیں۔[7] حضرت حفصہ بنتِ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما بھی فقہ و حدیث میں ایک ممتاز درجہ رکھتی تھیں۔ انہوں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے 60 حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے 5 حدیثیں بخاری شریف میں جبکہ باقی احادیث دوسری کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔[8] احادیث کی رائج کتب میں حضرت اُمِّ حبیبہ بنتِ ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث کی تعداد 65 ہے جن میں سے 2 مُتَّفَقٌ عَلَیْہ ہیں یعنی بخاری اور مسلم دونوں میں ہے، ایک حدیث صرف مسلم شریف میں، جبکہ باقی احادیث دیگر کتب میں موجود ہیں۔[9]

ہماری صحابیات رضی اللہ عنہن کا عشقِ احادیث بہت ہی محنت، جدوجہد، شوقِ علم اور تعلیمِ عشقِ رسول کے ساتھ ساتھ سچی لگن کے باعث ہم تک پہنچا ہے۔ ہمیں بھی ان تعلیمات کو اپنانا چاہیے۔ اللہ پاک ہمیں پاک صحابیات رضی اللہ عنہن کے صدقے میں علمِ دین اور شوقِ احادیث کا جذبہ عطا فرمائے۔

ہر صحابیِ نبی، جنتی جنتی اور صحابیات بھی، جنتی جنتی

---

1 تفسیر خزائن العرفان، ص937 2 بہارِ شریعت، حصہ: اول، 1/172 3 بہارِ شریعت، حصہ: اول، 1/183 4 بہارِ شریعت، حصہ: نہم، 2/455 5 فتح الباری، 14/250، تحت الحدیث: 7310 6 بخاری، 4/510، حدیث: 7310 7 مدارج النبوہ، 2/473 8 سیرتِ مصطفٰی، ص663 9 مدارج النبوہ، 2/482

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 34ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ چنانچہ اس ماہ کل مضامین 163 تھے، جن کی تفصیل یہ ہے:

تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان
66	بہتان کی مذمت پر 5 فرامینِ مصطفٰے	35	کتابُ اللہ کے 5 حقوق	62	قرآنِ کریم میں بارگاہِ نبوی کے 5 آداب

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: سیالکوٹ: بنت ثاقب عالمہ (اگوکی)، بنت فقیر حسین (نیکاپورہ) جامعات المدینہ گرلز: بنت یوسف، بنت اشرف، بنت اصغر، بنت اعجاز، بنت اللہ رحم، بنت امجد، بنت تنویر (اولی)، بنت تنویر (ثالثہ)، بنت جہانگیر، بنت خالد، بنت خلیل، بنت خوشی محمد، بنت رزاق، بنت زمان، بنت سلیم، بنت شبیر، بنت شمس، بنت شہباز، بنت شوکت، بنت صابر حسین، بنت طارق محمود، بنت ظہیر احمد، بنت عبد القدیر، بنت عرفان، بنت محمد جان، بنت محمد شفیق، بنت محمود، بنت وارث، بنت یاسین، بنت یوسف (فیضان ام عطار شفیع کا بھٹہ)،،، ام ہلال، بنت امیر حیدر، بنت جمیل، بنت ذو الفقار علی، بنت ذو الفقار، بنت رحمت، بنت رشید، بنت رمضان، بنت سجاد، بنت سعید، بنت شاہد، بنت شبیر، بنت شفیق، بنت شہباز، بنت طارق محمود، بنت ظہور، بنت غلام مصطفٰے، بنت مالک، بنت محمد حسین، بنت منور، بنت محمد منیر، بنت منیر حسین (فیضان ام عطار گلبہار)،،، بنت اصغر علی، بنتِ محمد اصغر، بنت افضل، بنت اقبال، بنت آصف، بنت جاوید، بنت رضا حسین، بنت سلیم، بنت شاہد، بنت شفیق احمد، بنت شہباز، بنت عزیز بھٹی، بنت غفور احمد، بنت لیاقت، بنت محمد شفیق، بنت محمد شفیق (پسرور)، بنت عارف، بنت محمود حسین، بنت نعیم (جامعہ معراجکے)،،، نند پور: جامعات المدینہ گرلز: بنت سلیم، بنت شمس دین، بنت عارف، بنت عبد الستار (جامعہ فیضان عائشہ صدیقہ)،،، کراچی: ام سلمہ مدنیہ (ملیر)، بنت اسماعیل مدنیہ (شاہ فیصل کالونی)، بنت محمود مدنیہ (شاہراہ قائدین)، بنت امجد مدنیہ (عزیز آباد)، ام حسان مدنیہ (گلشن مزدور)، بنت اکرم (گلشن معمار)،،، جامعات المدینہ گرلز: بنت اظہر، بنت ذو الفقار (جامعہ خدیجۃ الکبری)، ام عائشہ (جامعہ سعد بن ابی وقاص)، بنت شہزاد، بنت عدنان (جامعہ فیضانِ عالم شاہ بخاری)، بنت ساجد الرحمان (جامعہ عثمان غنی)، بنت امتیاز (جامعہ فیض عطار)، بنت اسلام الدین، بنت رشید خان، بنت زاہد، بنت شاہد، بنت طفیل الرحمان، بنت عبد الرشید، بنت محمد علی، بنت محمد ندیم، بنت منظور، بنت طفیل الرحمان ہاشمی (جامعہ فیض مدینہ)، بنت حبیب الرحمان، بنت منصور (جامعہ فیضان غزالی)،،، حیدر آباد: بنت جاوید (جامعہ فیضان عبد الرزاق)،،، کوٹ ادو: بنت ربنواز، بنت مشتاق (جامعہ کنیز فاطمہ)،،، گوجرانوالہ: بنت ظفر، بنت غلام علی (جامعہ کھیالی)،،، لالہ موسیٰ: بنت احسان، بنت ارشد، بنت اصغر، بنت الطاف، بنت جعفر، بنت حنیف، بنت سجاد، بنت ظفر، بنت عابد حسین، بنت عبد الرحمن، بنت عبد المالک، بنت عبد الوحید، بنت غلام سرور، بنت محمد عابد، بنت نعیم، ام معاذ (جامعہ فیضان فاطمۃ الزہرا)،،، واہ کینٹ: ام مدثر، بنت آصف، بنت سلطان، بنت شوکت، بنت نوید (جامعہ خوشبوئے عطار)،،، لاہور: بنت رشید (اسلام پورہ)، بنت ابرار، بنت راشد، بنت زاہد، بنت شاہد، بنت شفیق (جامعہ فیضان عائشہ صدیقہ تاجپورہ)، بنت فاروق، بنت مبشر (جامعہ ناظم آباد)،،، مورو: بنت جاوید (جامعہ فیضان ماریہ قطبیہ)،،، میرپور خاص: بنت فضل (جامعہ غوث جیلانی)، بنت منظور (جامعہ العطار ٹاؤن)،،، یزمان: بنت اعظم، بنت اقبال، بنت ذو الفقار، بنت سرور، بنت عبد اللہ، بنت قاسم،،، اسلام آباد: بنت فاروق، بنت عمر (جامعہ فیضان عائشہ)،،، اوکاڑہ: بنت بشیر، بنت عمران (جامعہ صابری کالونی)،،، جوہر آباد: بنت فلک شیر (آہیر پورہ)،،، بنت اشرف (سمندری)،،، دیگر: بنت اقبال (ٹوبہ ٹیک سنگھ)۔

قرآنِ کریم میں بارگاہِ نبوی کے 5 آداب

ام حسان مدنیہ (میٹرک، گلشنِ مزدور، کراچی)

اللہ پاک نے بہت تاکید کے ساتھ بارگاہِ رسالت کے آداب بجالانے کی تلقین فرمائی ہے، کیونکہ ایمان کا استحکام اسی صورت میں ہے جب حضور جانِ رحمت صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے آداب کو ہر اعتبار سے ملحوظ رکھا جائے۔ بارگاہِ رسالت کا ادب ہی حقیقی ایمان ہے۔ اگر بارگاہِ رسالت میں معمولی سی بھی گستاخی ہوئی تو ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ ایمان اسی کا خالص ہے جس کے دل میں حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے جذبات موجیں مارتے ہوں، کیونکہ آپ مقصودِ کائنات ہیں۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد | خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالَم

جبھی تو ربِّ کریم نے اپنی اطاعت کو حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اطاعت فرمایا۔ اسی طرح فرمایا: حضور کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح نہ دو۔ کہیں فرمایا: رسول جس بات کا حکم دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں رک جاؤ۔

اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے | ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

ربِّ کریم نے بارگاہِ رسالت کے جو ادب بیان فرمائے ان میں سے 5 آیات ملاحظہ فرمائیے: ⑴ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْاؕ-وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝ (پ1، البقرۃ:104) ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کیلئے

دردناک عذاب ہے۔ معلوم ہوا کہ انبیا کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں ادب کا لحاظ کرنا فرض ہے۔ نیز جس کلمہ میں ترکِ ادب کا معمولی سا بھی اندیشہ ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا حضور کی بارگاہ کا ادب ربِّ کریم خود سکھاتا ہے۔

﴿۲﴾ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (پ9، الانفال:24) ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں بلائیں۔ حضرت ابوسعید بن مَعَلّٰی رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے، فرماتے ہیں: میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے مجھے بلایا، میں نے جواب نہ دیا، (نماز کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور) عرض کی: یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ ارشاد فرمایا: کیا اللہ پاک نے نہیں فرمایا: اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (پ9، الانفال:24)۔[1]

﴿۳﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (پ26، الحجرات:1) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ بعض لوگ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزہ رکھ لیتے تھے، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی سے آگے نہ بڑھو۔[2] آگے بڑھنے کی ممانعت عام ہے یعنی کسی بات میں، کسی کام میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے آگے بڑھنا منع ہے۔[3]

﴿۴﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (پ26، الحجرات:2) ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔ بارگاہِ رسالت میں ایسی آواز بلند کرنا منع ہے جو آپ کی تعظیم و توقیر کے خلاف اور بے ادبی میں شمار ہو۔

ادب کا ایک واقعہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور کہنے لگے: میں دوزخیوں میں سے ہوں۔ (جب یہ کچھ عرصہ حاضر نہ ہوئے تو) حضورِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے اُن کا حال پوچھا، انہوں نے عرض کی: وہ میرے پڑوسی ہیں اور میری معلومات کے مطابق انہیں کوئی بیماری بھی نہیں ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے کہا: یہ آیت نازل ہوئی ہے اور تم لوگ جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں، لہٰذا میں جہنمی ہو گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ صورتِ حال حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے عرض کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: وہ جنتیوں میں سے ہیں۔[4]

سبحان اللہ! یہ تھا صحابہ کا ادب! اللہ پاک ہم سب کو بارگاہِ رسالت کا حقیقی ادب نصیب کرے اور عاشقِ مصطفٰے بنائے۔

﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ(۴) (پ26، الحجرات:4) ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ حضور کی بارگاہ میں اس طرح پکارنا بے ادبی، جہالت اور بے عقلی ہے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے آداب اللہ پاک نے قرآن میں جابجا ارشاد فرمائے۔ اسی بات کی پیروی تمام صحابہ نے کی، جبھی تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے تراشے ہوئے بال، ناخن حتی کہ وضو کا بچا ہوا پانی بھی زمین پر گرنے نہ دیتے تھے۔

کتاب اللہ کے 5 حقوق

اُمِّ مدثّر عطاریہ (ثالثہ، خوشبوئے عطار گرلز، واہ کینٹ)

اللہ کریم نے اپنے محبوب اور قرآنِ پاک کے ذریعے ہم گنہگاروں پر احسان فرمایا۔ قرآنِ کریم نور بھی ہے اور ہدایت بھی، دلوں کی راحت بھی ہے اور شفا بھی، عذاب سے ڈھال بھی ہے اور جہنم سے نجات بھی اور اس کا پڑھنا افضل عبادت۔ اس کے عجائب و غرائب کا احاطہ قلم نہیں کر سکتا۔ جس طرح حقوقُ اللہ اور حقوقُ العباد ہیں اسی طرح قرآنِ عظیم کے بھی کچھ ظاہری و باطنی آداب و حقوق ہیں جو کہ قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں بیان فرمائے گئے ہیں:

(1) قرآنِ کریم کے حقوق میں سے ہے کہ اسے باوضو چھوا جائے۔ اللہ ربُّ العزت قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے: لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ(۷۹) (پ27، الواقعۃ:79) ترجمہ کنز الایمان: اسے

نہ چھوئیں مگر باوضو۔ حدیث شریف میں بھی اس چیز کا حکم دیا گیا ہے کہ قرآنِ پاک کو وہی ہاتھ لگائے جو پاک ہو۔[5]

(2) قرآنِ پاک کا ایک حق اس کو سمجھنا، اس میں غور و فکر کرنا بھی ہے۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَؕ (پ5، النسآء:82) ترجمہ کنزالایمان: تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں۔

(3) اُمّت پر قرآنِ کریم کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے: وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَۙ(۱۵۵) (پ8، الانعام:155) ترجمہ کنزالایمان: اور یہ برکت والی کتاب ہم نے اُتاری تو اس کی پیروی کرو اور پرہیز گاری کرو کہ تم پر رحم ہو۔

(4) قرآنِ کریم کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جب اسے پڑھا جائے تو سننے والے غور سے سنیں اور خاموش رہیں۔ اسی لیے امام کے پیچھے مقتدی کو قراءت کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا (پ9، الاعراف:204) ترجمہ کنزالایمان: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو۔

(5) قرآنِ پاک کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اسے خوش الحانی اور تجوید و قراءت کا خیال رکھتے ہوئے پڑھا جائے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک نے اپنے نبی کو جتنا خوش الحانی سے تلاوتِ قرآن کا حکم دیا اتنا کسی اور چیز کا نہ دیا۔[6]

ان کے علاوہ بھی قرآنِ کریم کے حقوق ہیں۔ دل میں کلامِ الٰہی کی عظمت و ہیبت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پھر اس کی تلاوت کی جائے تو یقیناً اس کی برکتیں حاصل ہوں گی اور حلاوت نصیب ہو گی۔ اللہ کریم توفیق عطا فرمائے۔

یہ بات یاد رکھئے! جب تلاوت کرنی ہے تو تجوید کے ساتھ کہ ت ط، د ض، س ث میں واضح فرق کرنے کا خیال رکھا جائے کہ اگر غلط پڑھا اور معنی بدل گئے تو یہ بہت بڑی جُراَت ہے۔ احیاءُ العلوم میں ہے: قرآنِ کریم اپنے غلط پڑھنے والے قاری پر لعنت کرتا ہے۔[7] دعوتِ اسلامی کے مدرسۃُ المدینہ سے قرآنِ پاک صحیح پڑھنا سیکھا جا سکتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں قرآنِ کریم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

بہتان کی مذمت پر 5 فرامینِ مصطفےٰ

بنتِ منظور احمد (بی اے، العطار ٹاؤن، میرپور خاص، سندھ)

دینِ اسلام نے ہمیشہ ہی اپنی پیروی کرنے والوں کو دوستی و محبت کا درس دیا، بُری باتوں سے منع کیا اور گناہوں سے دور رہنے کی تاکید کی ہے۔

یاد رہے! کسی دوسرے پر بہتان لگانا گناہِ کبیرہ ہے جو انسان کی فردی اور اجتماعی زندگی پر زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ بہتان لگانے والا نہ صرف دوسروں کی تنگی کا سامان کرتا ہے، بلکہ اپنے ظاہر و باطن کو بھی گناہوں سے آلودہ کر دیتا ہے۔ یقیناً کسی مسلمان کا بُرائیوں میں مبتلا ہونا بُرا ہے، لیکن کسی پر گناہوں اور بُرائیوں کا جھوٹا الزام لگانا اس سے کہیں زیادہ بُرا ہے۔ حسد، تکبر، حُبِّ مدح وغیرہ کی کیفیات میں گم ہو کر بہتان تراشی کرنے والے تو الزام لگانے کے بعد اپنی راہ لے لیتے ہیں، لیکن جس پر جھوٹا الزام لگا وہ بقیہ زندگی میں رُسوائی اور بدنامی کا سامنا کرتا رہتا ہے۔

بہتان کی تعریف: کسی شخص کی موجودگی یا غیر موجودگی میں اس پر جھوٹ باندھنا بہتان کہلاتا ہے۔[8]

قرآن کی روشنی میں بہتان کی مذمت: ارشادِ باری ہے: اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِۚ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ(۱۰۵) (پ14، النحل:105) ترجمہ: جھوٹا بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور وہی جھوٹے ہیں۔

آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اور بہتان باندھنا بے ایمانوں ہی کا کام ہے۔[9]

قرآنِ پاک میں اس کے علاوہ بھی کئی مقامات پر بہتان کی مذمت بیان فرمائی گئی۔ یاد رہے! بہتان لگانا گناہِ کبیرہ ہے۔ اعلیٰ

حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: کسی مسلمان کو تہمت لگانی حرامِ قطعی ہے خصوصاً معاذَ اللہ اگر تہمتِ زنا ہو۔[10]

بہتان کی مذمت پر 5 فرامینِ مصطفٰے

(1) جو کسی مسلمان کی بُرائی بیان کرے جو اس میں نہیں پائی جاتی تو اللہ پاک اس وقت تک اسے رَدْغَۃُ الْخَبَال میں رکھے گا جب تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نہ نکل آئے۔[11] رَدْغَۃُ الْخَبَال جہنم میں ایک جگہ ہے جہاں جہنمیوں کا خون و پیپ جمع ہو گا۔[12]

(2) جو کسی مومن کو بدنام کرنے کیلئے اس میں ایسی بُرائی بیان کرے جو اس میں نہ ہو تو اللہ پاک اسے دوزخ کی آگ میں قید رکھے گا یہاں تک کہ وہ اس بُرائی کو ثابت کر دے۔[13]

(3) رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خواب میں دیکھے ہوئے کئی مناظر کا بیان فرمایا۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ کچھ لوگوں کو زبانوں سے لٹکایا گیا تھا۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے ان کے بارے میں پوچھا تو بتایا: یہ لوگوں پر بلاوجہ الزامِ گناہ لگانے والے ہیں۔[14]

(4) اگر کوئی پاک دامن عورت پر بدکاری کی تہمت لگائے تو یہ سو سال کی نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔[15]

(5) حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو، نہ مال۔ ارشاد فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا، لیکن اس نے فلاں کو گالی دی ہو گی، فلاں پر تہمت لگائی ہو گی، فلاں کا مال کھایا ہو گا، فلاں کا خون بہایا ہو گا اور فلاں کو مارا ہو گا۔ پس اس کی نیکیوں میں سے ان سب کو ان کا حصہ دے دیا جائے گا۔ اگر اس کے ذمے آنے والے حقوق پورے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو لوگوں کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔[16]

بہتان سے کیسے بچیں؟ اگر ہم بہتان لگانے کے وبال پر غور کرتے ہوئے بہتان لگانے سے بچیں تو ہمیں یقیناً انفرادی و اجتماعی نقصان سے چھٹکارا حاصل ہو سکتا ہے۔ چونکہ بہتان اور اس کے علاوہ بہت سے گناہ زبان سے ہوتے ہیں، لہٰذا اسے قابو رکھیے۔ کسی کے خلاف دل میں غصہ ہو اور اس پر بہتان باندھنے کو دل چاہے تو فوراً اپنے آپ کو یوں ڈرایئے کہ اگر میں غصے میں بہتان باندھوں گی تو گنہگار اور جہنم کی حق دار قرار پاؤں گی۔ مسلمان کے بارے میں حسنِ ظن رکھیے، ان شاء اللہ بہتان سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

بہتان کی مثالیں: پیٹھ پیچھے یا منہ پر کسی کو چور کہنا جبکہ اس کا چوری کرنا ثابت نہ ہو۔ پاک دامن عورت پر بدکاری کا الزام لگانا۔ کسی کو جھوٹا کہنا جبکہ اس کا جھوٹ ثابت نہ ہو۔

بہتان کے معاشرتی نقصان: یاد رہے! بہتان نہ صرف انسان کے ظاہر و باطن کو آلودہ کرتا ہے بلکہ معاشرے کے لیے بھی نقصان کا باعث بنتا ہے مثلاً بہتان تراشی سے ایک اچھا خاصا بہترین معاشرہ فساد اور بُرائی میں مبتلا ہو کر رہ جاتا ہے۔ لوگوں پر بہتان لگانے والوں کو سماج و معاشرے میں ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ بہتان تراش انسان اپنی نظروں میں گر جاتا، نیک بختیوں اور سعادتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو بہتان اور دیگر صغائر و کبائر گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

کرلے توبہ! رب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہو گی کڑی

---

(1) بخاری، 3/163، حدیث: 4474 (2) تفسیر خازن، 4/164 ملخصاً (3) شان حبیب الرحمٰن، ص224 ملخصاً (4) مسلم، ص70، حدیث: 314 (5) معجم صغیر، جزء: 2، ص 139 (6) مشکاۃ المصابیح، 1/411، حدیث: 2192 (7) احیاء العلوم، 1/364 ملخصاً (8) حدیقہ ندیہ، 2/200 مفہوماً (9) تفسیر خازن، 3/144 ملخصاً (10) فتاویٰ رضویہ، 24/386 (11) ابوداود، 3/427، حدیث: 3597 (12) مراٰۃ المناجیح، 5/313 ملخصاً (13) معجم اوسط، 6/327، حدیث: 8936 (14) شرح الصدور، ص 184 (15) معجم کبیر، 3/169، حدیث: 3023 (16) مسلم، ص1069، حدیث: 6579

احساسِ کمتری اور خوداعتمادی

ڈاکٹر زیرک عطّاری*

* ماہرِ نفسیات، U.K

ہم زندگی بسر کرنے اور اپنی ضروریات کو پورا کرنے میں ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔ لوگوں سے تعلق اور رابطہ، چاہے یہ اپنے گھر کے افراد سے ہی کیوں نہ ہو، ایک متوازن ذہنی صحت کے لئے بہت ضروری ہے۔ ہم جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو فطری طور پر ہم ان کی گفتگو، حرکات و سکنات اور لباس کے حوالے سے جائزہ لیتے ہیں۔ پھر اس جائزے کے ذریعے ہم اپنے مخاطب کی شخصیت کے حوالے سے ایک تاثر قائم کرتے ہیں۔ جن کی شخصیت ہمیں اچھی لگتی ہے ہم ان سے مل کر خوش ہوتے ہیں اور یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کے ساتھ اور زیادہ وقت گزرے۔ وہ موجود نہ ہوں تو ان کے آنے کا انتظار رہتا ہے۔ یہ بات جان کر شاید آپ کو حیرت ہو کہ ایک ایسا ہی تأثر ہم اپنی شخصیت کے حوالے سے بھی قائم کرتے ہیں۔ اس کو آپ چاہیں تو اپنی ذات کی پہچان کہیں یا پھر self-Perception یا Self-esteem کا نام دیں۔ ہمارے دن کا ایک اچھا خاصا حصہ ہماری اپنی ہی صحبت میں گزرتا ہے۔ ہم ہوتے ہیں اور ہمارے خیالات۔ تخیلات کی دنیا اتنی مسحور کن ہے کہ ہزاروں کے مجمع میں بھی آپ تنہائی کا لطف اُٹھا سکتے ہیں۔ اور چاہیں تو تنہا ایک کونے میں بیٹھ کر اپنے آپ کو کسی خاص محفل کا حصہ بنالیں۔

دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

اب ذرا خیالات کی دنیا سے باہر نکلتے ہیں اور مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اپنی ذات کے حوالے سے اگر کسی کا تأثر منفی ہے تو اس کو احساسِ کمتری یا Low self-esteem کہتے ہیں اور اگر یہ تأثر مثبت ہے تو اسکو خود اعتمادی یا Self-confidence کا نام دیا جاتا ہے۔ جو احساسِ کمتری میں مبتلا ہوتے ہیں نہ تو وہ اپنی تنہائی میں خوش رہ سکتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کی صحبت میں۔ اس کے برعکس خود اعتماد شخصیت کا مالک زیادہ تر خوش رہتا ہے۔ چاہے وہ اوروں کے ساتھ ہو یا پھر تنہائی میں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ احساسِ کمتری کیسے پیدا ہوتی ہے اور خود اعتمادی کیسے حاصل ہوتی ہے؟ اور کیا احساسِ کمتری کا شکار شخص پُراعتماد شخصیت کا مالک بن سکتا ہے؟ ان دونوں سوالوں کے جواب آسان ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ہمیں بنیادی فارمولا سمجھ میں آنا چاہئے۔ اس کے لئے ایک آسان سی مثال پیش کی جاتی ہے۔ دودھ پیتا بچہ جب ایک سال کی عمر کا ہوتا ہے تو وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کوشش میں وہ نہ جانے کتنی مرتبہ گرتا ہے، پھر اُٹھتا ہے، کچھ قدم چلنے پر پھر گرتا ہے۔ لیکن وہ ہمت نہیں ہارتا اور لگاتار کوشش کے بعد بالآخر وہ چلنے میں کامیاب ہو ہی جاتا ہے۔ بار بار گرنا اس کے عزم کو کمزور نہیں کرتا۔ اپنے پاؤں پر چلنا اس کے اندر اعتماد پیدا کرتا ہے اور مستقبل میں آنے والے نِت نئے چیلنجز کے لئے حوصلہ بڑھاتا ہے۔ اور اسی کا نام خود اعتمادی ہے۔ بچے کی یہ مثال یوں تو ایک عام سی مثال ہے لیکن اس میں پوشیدہ سبق کی گہرائی تک پہنچنا اور اس پر عمل کرنا ہماری زندگی کے اندر بہت بڑی مثبت تبدیلی لا سکتا ہے۔ اس بچے کے لئے پاؤں پر کھڑا ہونے کا چیلنج ایسا ہی ہے جیسے ہمیں آئے روز نت نئے چیلنجز

کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر ہم بھی اس بچے کی طرح ہمت کر کے بار بار کوشش کریں گے تو ان چیلنجز کے راستے میں حائل رکاوٹوں کو بالآخر عبور کر کے منزلِ مقصود تک پہنچ ہی جائیں گے۔ بس یہی راز ہے خود اعتمادی حاصل کرنے کا۔ جتنی ہم کوشش کریں گے اور جتنا ہمیں اپنی صلاحیتوں پر یقین ہو گا، کامیابی کے امکانات اتنے ہی بڑھتے چلے جائیں گے اور جس قدر منفی چیزوں کو پس پشت ڈالیں گے اتنا ہی منزل کی طرف فوکس زیادہ رہے گا۔ اس کے ساتھ اگر ہماری کوئی حوصلہ افزائی کرنے والا بھی ہو تو سونے پہ سہاگا۔ پیہم کوشش، اپنی صلاحیتوں پر یقین، منفی لوگوں یا منفی کمنٹس کو نظر انداز کرنا اور کامیابی کی صورت میں حاصل ہونے والے فوائد و ثمرات پر نظر۔ یہ وہ اجزا ہیں جن سے ہم خود اعتمادی کی لازوال دولت حاصل کر سکتے ہیں۔

ایک خود اعتماد شخص اگر کوشش کے باوجود بھی کامیاب نہ ہو سکے تو وہ تجزیہ کرتا ہے کہ اس سے کہاں غلطی ہوئی تاکہ وہ اگلی بار اسی غلطی کو نہ دہرائے۔ دنیا میں کامیاب ترین لوگوں کا سروے کیا جائے تو ان میں اکثریت ان کی ہو گی جنہوں نے اپنی غلطیوں سے زیادہ سیکھا اور اپنی کمزوریوں کو دور کرنے پر زیادہ توجہ دی۔ اس کے برعکس احساسِ محرومی یا Low self-esteem رکھنے والا شخص چیلنجز سے گھبرائے گا۔ اپنی صلاحیتوں کی بجائے وہ اپنی ناکامیوں کا ہی سوچتا رہے گا۔ وہ اس بات کا قائل ہوتا ہے کہ وہ چاہے جتنی بھی کوشش کر لے اس نے ناکام ہی ہونا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی ناکامیوں کا الزام دوسروں کے سر ڈالتا رہتا ہے جس سے اس کے تعلقات بد سے بدتر ہو جاتے ہیں۔ زندگی تو مسائل کے پہیوں پر ہی چلتی ہے۔ طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کبھی ازدواجی تعلقات میں اونچ نیچ ہو جاتی ہے تو کبھی معاشی مسائل سر نہیں اٹھانے دیتے۔ کبھی بیماری اچانک دستک دیئے بغیر آ پہنچتی ہے تو کبھی اولاد کی پریشانی۔ ان سب سے نمٹنے کے لئے ہمیں احساسِ کمتری سے نکل کر خود اعتمادی کے ساتھ ان مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ خود اعتمادی کے ذریعے ہی ہم اپنی زندگی خوشگوار بنا سکتے ہیں اور اسی کے ذریعے ہم دوسروں کے لئے سہارا بن سکتے ہیں۔

وہ قارئین جو احساسِ کمتری کا شکار ہیں ہو سکتا ہے کہ اس مضمون کو پڑھنے کے بعد کہیں کہ ہم نے ایسا کیا کیا ہے کہ ہمیں ہی موردِ الزام ٹھہرا دیا گیا ہے۔ ہمارے ساتھ بچپن سے ہی ناانصافی ہوتی رہی جس کی وجہ سے آج ہم یہاں کھڑے ہیں۔ اگر ہماری بھی حوصلہ افزائی کی گئی ہوتی، ہمیں بے جا تنقید کا نشانہ نہ بنایا گیا ہوتا تو آج ہم بھی پُر اعتماد شخصیت کے مالک ہوتے اور کامیابی کی کئی منازل طے کر چکے ہوتے۔ آپ اپنے اعتراض میں درست ہیں۔ لیکن اس مضمون میں جس سادہ طریقے سے احساسِ کمتری اور خود اعتمادی کے مسئلہ کو سمجھایا گیا ہے در حقیقت یہ مسئلہ اتنا آسان بھی نہیں ہے، یقیناً کئی پیچیدگیاں ہیں۔ بعض دفعہ تدبیر بھی کام نہیں کرتی اور تقدیر غالب آ جاتی ہے، کبھی جسمانی بیماری تو کبھی نفسیاتی امراض، بہر حال بحیثیتِ مسلمان ہمیں اپنی ناکامیوں کو اپنی طرف منسوب کرنا ہو گا اور کمزوریوں کو دور کر کے کامیابی کی طرف سفر اختیار کرنا ہو گا۔ ماضی کی ناکامیوں کی زنجیریں توڑنی ہوں گی اور کامیابی کی طرف قدم بڑھانا ہو گا۔ احساسِ کمتری سے باہر آنے کے لئے آپ کو اپنی گزشتہ کامیابیوں کی فہرست بنانی ہو گی۔ چاہے وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہوں۔ جہاں جہاں آپ ناکام رہے، ان ناکامیوں پر بھی غور کریں کہ مجھ سے کون سی غلطی ہوئی۔ مستقبل میں آنے والے چیلنجز کی تیاری کریں۔ کامیاب اور تجربہ کار لوگوں سے مشورہ لیں۔ اپنی Skills کو Enhance کریں (یعنی بڑھائیں) کامیابی کے لئے خود بھی دعا کریں اور دوسروں سے بھی دعا کروائیں۔ کوئی نہ کوئی اچھی نیت بھی کر لیں کہ اگر میں کامیاب ہو گیا تو فلاں نیک کام کروں گا۔ اور بالخصوص دوسروں کی تنقید سے نہ گھبرائیں۔

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

وہ قارئین جو پُر اعتماد شخصیت کے حامل ہیں ان سے التجا ہے کہ اپنی کامیابیوں کو اللہ پاک کی خاص رحمت سمجھیں، بصورتِ دیگر آپ خود پسندی، حُبِّ مدح، کفرانِ نِعَم اور غرور و تکبر جیسی مہلک بیماریوں کا شکار ہو جائیں گے۔ حقیقی خود اعتمادی وہ ہے جو آپ کی عاجزی میں اضافہ کرے۔

اسلامی بہنوں کی مدنی خبریں

از: شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز

عمر فاروق کالونی راولپنڈی میں مدرسۃ المدینہ گرلز کا افتتاح

افتتاحی تقریب میں نگران پاکستان اسلامی بہن کا خصوصی بیان

دعوتِ اسلامی کے تحت گزشتہ ماہ راولپنڈی میں قائم عمر فاروق کالونی میں مدرسۃ المدینہ گرلز کا افتتاح ہوا۔ اس موقع پر وہاں افتتاحی تقریب کا سلسلہ ہوا جس میں مقامی اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ نگران پاکستان اسلامی بہن نے "قرآن پاک کی تعلیمات" کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا اور تقریب میں شریک خواتین کو دعوت اسلامی کا تعارف کرواتے ہوئے اپنی اور جاننے والیوں کی بچیوں کو مدرسۃ المدینہ گرلز میں داخل کروانے کا ذہن دیا نگران پاکستان اسلامی بہن نے دینی کاموں میں حصہ لینے کی ترغیب بھی دلائی جس پر اسلامی بہنوں نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

کے پی کے، بلوچستان، گلگت بلتستان اور کشمیر کی صوبائی نگران اسلامی بہنوں کا مدنی مشورہ

نگرانِ پاکستان اسلامی بہن نے دینی کاموں کے متعلق آن لائن تربیت فرمائی

دعوتِ اسلامی کے تحت اسلامی بہنوں کے درمیان ہونے والے دینی کاموں کا جائزہ لینے کے لئے پچھلے دنوں آن لائن مدنی مشورہ ہوا جس میں کے پی کے، بلوچستان، گلگت بلتستان اور کشمیر کی صوبائی نگران اسلامی بہنیں شریک ہوئیں۔ اس دوران نگرانِ پاکستان اسلامی بہن نے دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں کے متعلق راولپنڈی سے آن لائن گفتگو کی نیز مختلف شعبہ جات میں ہونے والے دینی کاموں کی نوعیت کا جائزہ لیا۔ اس کے علاوہ نگرانِ پاکستان نے اسلامی بہنوں کو دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہنے کی ترغیب دلائی جس پر اسلامی بہنوں نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

UK میں اسلامی بہنوں کے لئے تین دن کے "آغاز دینی کام کورس" کا سلسلہ

کورس میں شریک اسلامی بہنوں کی دینی، اخلاقی اور تنظیمی تربیت کی گئی

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت ماہِ نومبر میں UK میں اسلامی بہنوں کے لئے 3 دن پر مشتمل "آغاز دینی کام کورس" کا انعقاد کیا گیا جس میں وقتاً فوقتاً اُن کی تربیت کی جاتی ہے۔ کورس کے دورانِ نگران عالمی مجلس مشاورت اسلامی بہن نے بھی بذریعہ انٹرنیٹ سنتوں بھرا بیان کیا اور انہیں آخرت کی تیاری کرنے کا ذہن دیا۔ اس کے علاوہ نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اپنے وقت کی قدر کرنے اور دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں کو اخلاص کے ساتھ کرنے کی ترغیب دلائی جس پر اسلامی بہنوں نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

اسلامی بہنوں کی مزید خبریں جاننے کے لئے وزٹ کیجئے

آفیشل نیوز ویب سائٹ "دعوتِ اسلامی کے شب و روز"

Link: news.dawateislami.net

دعوت اسلامی کے شب و روز

شعبہ شارٹ کورسز (برائے اسلامی بہنیں)

شعبہ شارٹ کورسز کا آغاز کب ہوا؟ شعبہ شارٹ کورسز (برائے اسلامی بہنیں) کا آغاز سن 2013ء جبکہ شعبہ آن لائن شارٹ کورسز کا آغاز نومبر 2017ء میں ہوا۔

شعبہ شارٹ کورسز کا مقصد: دعوتِ اسلامی کے تحت قائم "شعبہ شارٹ کورسز (برائے اسلامی بہنیں)" کے بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ عام، ذمہ دار اور مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والی اسلامی بہنوں کے لئے فرض علوم پر مشتمل شارٹ کورسز آسان انداز پر مرتب کئے جائیں۔

مزید کن شعبہ جات کے لئے کورسز تیار ہوتے ہیں؟ عوام اور ذمہ دار اسلامی بہنوں کے ساتھ ساتھ مختلف طبقوں اور شعبہ جات سے وابستہ اسلامی بہنوں مثلاً شعبۂ طب، شعبۂ تعلیم، شعبۂ رابطہ اور اس کے ماتحت شعبہ جات، شادی شدہ، صاحبِ اولاد اور بزرگ اسلامی بہنوں نیز بچوں اور بچیوں کے لئے شارٹ کورسز تیار کیے جاتے ہیں۔

کورسز کی تعداد: اب تک کم و بیش 42 مختلف کورسز تیار ہو چکے ہیں۔

کورسز کون کرواتا ہے؟ ملک و بیرونِ ملک میں ذمہ دار اسلامی بہنوں کے ذریعے علاقہ / ڈویژن سطح پر شارٹ کورسز کروائے جاتے ہیں۔

مدتِ ایام: شارٹ کورسز 1 دن سے لے کر 26 دن پر مشتمل ہوتے ہیں۔

کورسز کا دورانیہ: ایک کورس کا دورانیہ عموماً ایک سے ڈیڑھ گھنٹے ہوتا ہے۔

شارٹ کورسز میں سکھائی جانے والی چیزیں: تجوید، فقہ، عقائد، مہلکات، اخلاقیات، سیرت، گھر داری کے معاملات اور حقوق العباد وغیرہا۔

ملک و بیرونِ ملک شارٹ کورسز: پاکستان کی 40 زون میں جبکہ تقریباً 36 دیگر ممالک میں شارٹ کورسز کروائے جاتے ہیں۔

ایک سال کے شارٹ کورسز کی تعداد: سن 2019ء میں پاکستان میں کم و بیش 11813 (گیارہ ہزار آٹھ سو تیرہ) جبکہ بیرونِ ملک 2285 (دو ہزار دو سو پچاسی) مقامات پر شارٹ کورسز کروائے گئے۔

شرکا کی تعداد: سن 2019ء میں پاکستان میں ہونے والے شارٹ کورسز کی شرکا کی تعداد 166235 (ایک لاکھ چھیاسٹھ ہزار دو سو پینتیس) جبکہ بیرونِ ملک کی شرکا کی تعداد 41972 (اکتالیس ہزار نو سو بہتر) رہی۔

شارٹ کورسز کے فوائد: شرکائے کورسز کی دینی کاموں میں شمولیت اور فرض علوم سے آگاہی بڑھی۔

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Email: mahnamakhawateen@dawateislami.net / ilmia@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net WhatsApp: 0348-6422931